آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

# ریویو آف ریلیجنز

## دنیا کے مذاہب پر نظر


جلد ۱۱ — بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۲ء — نمبر ۵

چندہ سالانہ — عوام سے [illegible] — طلباء سے [illegible]


## فہرست مضامین




قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ - مئی سنہ ۱۹۱۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

## ٹیچنگز آف اسلام

یعنی انگریزی ترجمہ لیکچر مہوتسو

وہ لیکچر جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے لاہور کے عظیم الشان جلسۂ مذاہب میں ۱۸۹۶ء میں پڑھا گیا تھا اس کا انگریزی ترجمہ ولایت سے چھپکر آگیا ہے۔ دو سو صفحہ کی کتاب ہے۔ مجلد کی قیمت عہ اور بے جلد کی ۱۲ر ہے چونکہ ولایت میں اسکی مفت اشاعت ہوگی اس لیئے احباب اپنے لیئے بھی خریدیں اور اس جگہ یا ولایت میں مفت تقسیم کراکر بھی ثواب لیں:

**محمد علی** سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ

## قاعدہ یسرنا القرآن

قاعدہ یسرنا القرآن:- یعنی عربی کا قاعدہ جسکے پڑھنے سے ایک بچہ تھوڑے دنوں میں قرآن شریف ختم کرلیتا ہے۔ ایسا مفید ثابت ہوا ہے اور اسقدر اسکی مانگ بڑھ گئی ہے کہ اب اُس کا چوتھا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے اور کچھ دنوں بعد احباب کو پانچویں ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

## پارہ اول دوم سوم

پارہ اول دوم سوم:- چونکہ ایسے قرآن شریف یا علیحدہ پارے بہت کم ملتے ہیں جن پر اعراب صحیح لکھے ہوں اور یہ قاعدہ ختم کرکے بچے آسانی قرآن شریف پڑھ سکیں۔ ہم نے یہ دقت محسوس کرکے قاعدہ یسرنا القرآن کی طرز پر پارہ اوّل دوم سوم خاص اہتمام سے چھپوائے ہیں۔ جو احباب اپنے بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن شروع کراتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ قاعدہ ختم ہونے پر پہلے یہ پارے پڑھوائیں تا بچہ کو قرآن شریف پڑھنے میں دقت نہ ہو۔ یہ پارے اُن بچوں کے لیئے بھی مفید ہیں جو دوسرے قاعدے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ انپر اعراب بہت صحیح اور اپنے اپنے موقعہ پر دیئے ہیں: نیز ہم نے ایسے قرآن شریف بھی منگوائے ہیں جو نسبتاً بہت صحیح ہیں اور اعراب اپنے اپنے موقعہ پر صحیح دیئے ہیں۔ ہماری رائے میں عام قرآن شریفوں کی نسبت انپر پڑھنے سے بچوں کو بہت سہولت ہوگی۔ تینوں پارے [illegible] فی پارہ کے حساب سے اور قرآن شریف بے جلد عہ پر دفتر میگزین قادیان سے مل سکتے ہیں:

(مینیجر میگزین)

## تفسیر القرآن کے خریداروں کو اطلاع

اس دفعہ چونکہ اب تک تفسیر القرآن کے پہلے نمبر کا پورا مضمون نہیں مل سکا اسلیئے جون کے آخر تک مشکل ایک نمبر نکل سکے گا۔ اس صورت میں۔ اس سال صرف تین نمبر ہی نکلیں گے۔ اور اس لیئے خریداروں سے اس سال [illegible] ۱۲ر ہی لیئے جائیں گے:

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# کیا احکام قرآنی دربارہ جہاد منسوخ شدہ ہیں؟

## نمبر ۲

گذشتہ مضمون میں مَیں یہ دکھا چکا ہوں کہ آیۂ کریمہ (۱) مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ الخ (سورہ بقرہ) سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن شریف کی بعض آیات نے بعض دوسری آیات کو منسوخ کر دیا ہے بلکہ سیاق سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں خدائے تعالیٰ اہل کتاب کو سناتا ہے کہ قرآن شریف کے آنے سے موسوی شریعت منسوخ کی گئی ہے اور یہ کہ قرآن شریف کے بعض احکام توریت کے مثل ہیں اور بعض اُن سے بہتر۔

(۲) قرآن شریف کی بعض آیات کے منسوخ ہونے کا خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول پر مبنی نہیں ہے۔

(۳) خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ فلاں احکام جہاد جو فلاں فلاں آیت میں قبل ازیں نازل کیے گئے ہیں وہ فلاں آیت کے رو سے منسوخ شدہ سمجھے جاویں

(۴) قرآن شریف نہایت زور کی تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس میں کسی قسم کا ذرا بھر بھی اختلاف نہیں اور اس امر کو وہ اپنے الہامی اور سچا ہونے کی دلیل گردانتا ہے۔

(۵) اس نے ہمارے لیے آیات کے صحیح مطالب معلوم کرنے کے لیے ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ یعنی تمام قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس لیے کسی آیت کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں قرآن شریف

کی کسی دوسری آیت کا خلاف نہ ہو۔ متشابہات کا مطلب دریافت کرنے کے لیئے محکمات کے تابع رہنا ضروری امر ہے؛

(۶) اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لیئے یہ مان بھی لیا جاوے کہ آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ الخ شریعت موسوی کے نسخ کے متعلق نہیں بلکہ بعض آیات قرآنی کے متعلق ہے تو بھی اس سے اس اعتراض کو کچھ مدد نہیں مل سکتی کہ وہ آیات جن میں غیر مسلموں کی مذہبی آزادی اور ان سے منصفانہ برتاؤ کے احکام صادر کیئے گئے ہیں وہ سورہ توبہ کی اُن دو آیات کے مطابق منسوخ شدہ ہیں جن میں خیال کیا گیا ہے کہ تمام کفار کو بیدریغ قتل کرنے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ بموجب آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا ناسخ آیت یا تو منسوخ شدہ آیت سے بہتر ہونی چاہیئے۔ یا کم ازکم اس کے برابر ہی ہونی چاہیئے نہ یہ کہ آیت ناسخ۔ آیت منسوخ کے بالکل ہی برعکس اور اُس سے کم درجہ پر ہو جو کہ اس آیۃ کے منشا کے بالکل برخلاف ہے کیونکہ اس میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا یہ نہیں فرمایا کہ ناسخ آیت منسوخ سے بدتر ہوگی؛

(۷) اگر سورہ توبہ کی آیات ۵ اور ۲۹ کی وہی تعبیر کی جاوے جو کہ عیسائی صاحبان کرتے ہیں تو اس صورت میں تو قرآن شریف کا ایک بہت بڑا حصہ فضول اور غیر ضروری تسلیم کرنا پڑے گا جو کہ سخت بیہودہ بات ہے اور ناقابل تسلیم ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور وجہ سے بھی یہ خیال قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ سورہ توبہ کی آیات ۵ و ۹ ۲ نے تمام اُن احکام کو جو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی برتاؤ اور سلوک اور جنگ وجدل کے بارہ میں ان آیات کے نزول سے قبل نازل ہوچکے تھے منسوخ کردیئے ہیں۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس کو دوست ودشمن سب تسلیم کرتے ہیں کہ ہجرت کے نویں سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اُنکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور اُنکو حکم دیا کہ سورہ توبہ کا پہلا حصہ تمام مشرکین عرب کو سنادو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپکے اس ارشاد کی تعمیل میں سورۂ توبہ کا ابتدائی حصہ بمقام منیٰ میں سب حج کرنے والوں کو بآواز بلند سنادیا اس حصہ میں سورۂ براۃ

کی پہلی ۳۳ آیات شامل تھیں اور آخری الفاظ یہ تھے ولو کرہ المشرکون ( ملاحظہ ہو
مواہب زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ ۔ تفسیر فتح البیان جلد ۴ صفحہ ۹۹ اور بیضاوی صفحہ ۳۲۶ )
اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر دو آیات نمبر ۵ و ۲۹ اس حصہ میں جو باواز بلند مکہ معظمہ میں پڑھا گیا
تھا شامل تھیں ۔ اب اگر ہم اس بات کو فرض بھی کر لیں کہ ان آیات نے تمام سابقہ احکام کو
منسوخ کر دیا ہے جو قرآن شریف کے دیگر مقامات میں پائے جاتے ہیں تاہم ہمارے معترض کو
کم از کم یہ ماننا لازمی ہو گا کہ خاص یہ حصہ تو تمام قسم کے متضاد احکامات سے بری ہونا چاہئیے۔
اس حصہ کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کو ان تمام مشرکوں کے
سامنے بلند آواز سے پڑھا جاوے جو کہ مکہ معظمہ میں حج کے موقعہ پر جمع تھے تاکہ وہ ان
تمام امور سے جو اس میں بیان کیئے گئے ہیں آگاہ ہو جاویں یہ مشرکین کے لیئے نہایت ضروری
احکام تھے اور اس لیئے ان میں باہمی مطابقت ہونی لازمی بات تھی ۔ یہ ایک نہائت بیہودہ
اور بے دلیل بات ہے کہ ہم یہ خیال کریں کہ ایک ہی بیان میں جو کہ ایک ہی موقعہ پر ایک ہی
مجمع میں ایک ہی وقت اس لیئے پڑھا گیا کہ لوگ اس کے مطالب سے آگاہ ہو جاویں ۔
باہمی متضاد باتیں ہوں اور اس کی آیات ایکدوسرے کی ناسخ ہوں ۔ اور یہ بات غالباً کسی
معترض کے نزدیک بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتی گو وہ کتنا ہی قرآن مجید میں نسخ کا قائل ہو
کیونکہ کوئی عقلمند انسان اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایک ہی بیان متضاد باتوں کا
مجموعہ ہو ۔ اگر معترض ان ہر دو آیات متذکرہ بالا کو قرآن مجید کے تمام باقی حصہ سے الگ کرنا
چاہتا ہے تاہم اسے یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ ان آیات کو اس خاص حصہ قرآن سے
علیحدہ کر دے جو کہ ۳۳ آیات کا ایک مجموعہ ہے اور جو کہ سارے کا سارا ایک ہی وقت
لوگوں کی آگاہی کے لیئے پڑھا گیا ۔ اس لیئے ان ہر دو آیات کی تشریح کے لیئے ہمیں
اسی رکوع کی باقی آیات کو زیر نظر رکھنا لازمی ہے اب میں ناظرین کی تسلی کے لیئے
اس رکوع کی تمام آیات کو نمبروار نیچے درج کرتا ہوں تاکہ وہ معلوم کر سکیں کہ ان آیات کا اصل
مطلب کیا ہے اور معترض کیا سمجھتا ہے ۔

( ۱ ) بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ

اور اس حصہ میں کوئی ایسی آیتیں نہیں ہونی چاہئیں جو ایک دوسرے کو منسوخ کرتی ہوں ۴

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ جن مشرکوں سے تم نے (اے مسلمانو!) عہد کیا تھا اُنکے بارے میں اب اللہ اور رسول کی طرف سے بیزاری ہے ÷

(۲) فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ اے مشرکو! چار مہینے اور ملک میں چل پھر لو اور یہ جانے رہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے اور اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے ÷

(۳) وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ ۗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اشتہار ہے کہ مشرکین سے بیزار ہے۔ پس اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے لیئے بہتر ہوگا اور اگر تم نہ مانو پس جانے رہو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے ÷

(۴) اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ مگر یہ اعلان اُن مشرکین سے تعلق نہیں رکھتا جن کے ساتھ تمہارا عہد بندھا ہوا ہے اور جنہوں نے کہ اس کی کچھ بھی خلاف ورزی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی ہے پس اُنکے عہد کو عہدنامہ کی میعاد تک پورا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے ÷

(۵) فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور جب وہ حرمت کے

و لوگوں کی طرف۔ حج اکبر کے دن کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول

مہینے ختم ہو جاویں (جو آیہ نمبر۲ میں بیان کیئے گئے ہیں) پس مشرکین کے ساتھ لڑو جہاں تم اُن کو پاؤ اور اُن کو گرفتار کرو اور اُن کا محاصرہ کرو اور ان کے لیئے گھات میں بیٹھو پس اگر وہ توبہ کریں اور نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو اُنکا راستہ چھوڑ دو کیونکہ خدا غفور رحیم ہے ؛

(۶) وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور اگر مشرکین میں سے کوئی تیری پناہ پکڑے تو اسے پناہ دے کہ وہ خدا کا کلام سن سکے تب اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دے یہ اس لیئے کہ یہ قوم علم سے بے بہرہ ہے ؛

(۷) كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ کیسے ہو واسطے مشرکین کے عہد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اُس کے رسول کے نزدیک سوائے اُن کے جن کے ساتھ تم نے مسجد حرام میں عہد باندھا پس جبتک وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تم بھی قائم رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے ؛

(۸) كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ وہ کیسے (تمھارے ساتھ عہد پر قائم رہ سکتے ہیں) حالانکہ اگر وہ غالب آویں تو نہ عزیز داری کا لحاظ رکھیں نہ عہد کا اپنے مُنہ کی باتوں سے تمھیں راضی کرتے ہیں لیکن انکے دل اسکے خلاف ہیں اور ان میں سے اکثر بدعہد ہیں ؛

(۹) اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ

سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وہ آیات اللہ کو تھوڑی مول میں بیچتے ہیں اور دوسروں کو اسکے راستے سے روکتے ہیں بہت بُرا ہے جو وہ کرتے ہیں ؛

(۱۰) لَا يَرْقُبُوْنَ فِىْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ وہ کسی مومن کے باب میں نہ عزیزداری کا لحاظ رکھتے ہیں نہ اپنے عہد کا ............ اور وہی حد سے بڑھ جانیوالے ہیں ؛

(۱۱) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں پس وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں اور ہم سمجھدار لوگوں کے لیئے اپنی آیات کھولکر بیان کر دیتے ہیں ؛

(۱۲) وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اور اگر عہد باندھنے کے بعد وہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمھارے دین پر طعن ماریں پس کفر کے سرداروں سے لڑو کیونکہ وہ بدعہد ہیں تاکہ وہ باز آجائیں ؛

(۱۳) اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ کیا تم اُس قوم سے نہ لڑوگے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کو نکالنے کا قصد کیا اور پیشقدمی کرکے تم پر حملہ کیا کیا تم اُن سے ڈروگے؟ پس اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اُس سے ڈرا جاوے اگر تم مومن ہو ؛

(۱۴) قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَ

يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ان سے لڑو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے اُن کو عذاب دے گا اور انہیں رسوا کرے گا۔ اور تم کو اُنپر فتح دے گا اور مومن قوم کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا ؛

(۱۵) وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اور اُن کے دلوں کے غصے کو دُور کر دیگا اور اللہ تعالیٰ رجوع کریگا جس کی طرف چاہیگا اور اللہ علیم حکیم ہے ؛

(۱۶) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ کیا تم نے گمان کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو چھوڑ دے گا بغیر یہ جاننے کے کہ کونسا تم میں سے اللہ کی راہ میں کوشش کرتا ہے اور خدا کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں پکڑتا اور نہ اسکے رسول کے سوا۔ اور نہ مومنین کے سوا۔ اور خدا جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(۱۷) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ یہ مشرکین کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں بحالیکہ وہ اپنے کفر پر خود گواہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت چلے گئے ہیں۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ؛

(۱۸) اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اللہ کی مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے اور نمازیں قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے۔ ایسے لوگوں کو راہ پانے کی اُمید ہو سکتی ہے ؛

(۱۹) اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد رکھنا۔ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے اور اللہ کی راہ میں سعی کرنے کی طرح کر دیا۔ خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا ؛

(۲۰) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جانوں سے سعی کی خدا کے نزدیک انکا درجہ بڑا ہے اور وہی لوگ کامیاب ہوں گے ؛

(۲۱) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ اُن کا مالک اُنکو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ہمیشہ کا آرام ہے ؛

(۲۲) خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

ہمیشہ ہمیشہ اُن باغوں میں رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا ثواب ہے ؛

(۲۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اے مومنو! اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو دل پر تسلط رکھنے والے دوست مت بناؤ اگر وہ ایمان کو چھوڑ کر کفر سے محبت کریں اور جو اُن کو ایسا دوست بنائے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا ؛

(۲۴) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ کہ۔ اگر تمھارے باپ دادا تمھارے بیٹے تمھارے بھائی تمھاری عورتیں اور تمھارا کنبہ اور تمھارا مال جو تم حاصل کرتے ہو اور تجارت جس کے خراب ہوجانے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو خدا اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ عزیز ہیں تب انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے اور اللہ بدعہد قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا ؀

(۲۵) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ اللہ تعالیٰ تو بہت معرکوں میں تمھاری مدد کرچکا ہے اور حنین کے دن بھی جب تمھیں اپنی کثرت پر گھمنڈ ہوگیا الخ

(۲۶) ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ تب خدا نے رسول اور مومنوں پر سکینت نازل کی اور ایسے لشکروں کو نازل کیا جنھیں تم دیکھ نہ سکتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے ؀

(۲۷) ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پھر اس کے بعد جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ؀

(۲۸) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ

خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اے مومنو! مشرکین نجس ہیں پس اس سال کے بعد اُن کو مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے دو اور اگر تم فقر سے ڈرتے ہو تو اگر اللہ تعالےٰ چاہے تم کو اپنے فضل سے دولتمند کریگا تحقیق اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے ؛

(۲۹) قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ اہل کتاب جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ پچھلے دن پر اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے حرام کیا اُسکو حرام جانتے ہیں اور سچے دین کو نہیں مانتے اُن سے لڑو یہاں تک کہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں ؛

(۳۰) وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـــُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ یہود کہتے ہیں عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ انکے مُنہ کی باتیں ہیں یہ پہلے کفار کے اقوال کے مشابہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انپر لعنت بھیجتا ہے وہ کہاں بہکے جاتے ہیں ؛

(۳۱) اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اپنے عالموں اور درویشوں کو اور مسیح ابن مریم کو خدا کے سوا اپنا رب بنا لیا اگرچہ انکو ایک خدا کی پرستش کا حکم دیا گیا تھا۔ جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اسکے ساتھ کوئی شریک ٹھہرایا جاوے ؛

(۳۲) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ

إِلَّآ أَن يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ وہ خدا کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنا چاہتا ہے اگرچہ کفار کو ناخوش گوار گذرے ؛

(۳۳) هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ وہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دیگر ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکین اسے ناپسند ہی کریں ؛

مندرجہ بالا آیات حضرت علیؓ نے حج الاکبر کے دن مکہ معظمہ میں تمام لوگوں کے درمیان پڑھی تھیں ان میں سے وہ دو آیات جن کے رو سے مسیحی معترضین تمام اس سے پہلے نازل شدہ احکام کو منسوخ شدہ قرار دیتے ہیں آیۃ نمبر ۵ اور آیۃ نمبر ۲۹ ہیں۔ جن میں سے اول الذکر تو مشرکین کے بارہ میں ہے اور مؤخر الذکر اہل کتاب کے بارہ میں۔ سب سے پہلے ہم آیت نمبر ۵ کو لیتے ہیں جس کے رو سے مسیحی معترضین خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک مشرک کو قتل کرنے کا حکم ہے اور جس کے رو سے تمام وہ احکام جن میں دشمنوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرنے اور زیادتی سے اجتناب کرنے اور مذہبی آزادی قائم رکھنے کا حکم دیا گیا تھا منسوخ شدہ قرار دیئے گئے ہیں سخت افسوس ہے کہ ایسے معترضین اسلام کے ساتھ کیسی بے انصافی کرتے ہیں۔ گو یہ الفاظ کہ "جب حرمت کے مہینے گذر جاویں جہاں تم مشرکین کو پاؤ ان کو مارو اور انہیں قید کرو اور انکا محاصرہ کرو اور ان کے لئے گھات میں بیٹھو" اگر تمام آیات سے علیحدہ کئے جاویں تو ایک ظاہر بین آنکھ کو خطرناک معلوم ہوتے ہیں لیکن جو شخص انصاف سے تمام سیاق و سباق کو زیر نظر رکھے گا وہ فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا۔ کہ یہ آیت بلا تخصیص ہر ایک مشرک کے لئے نہیں بلکہ عرب کے صرف بعض خاص قبائل کے بارے میں ہے جو کہ ظلم اور زیادتی اور عہد شکنی میں حد سے نکل گئے تھے ؛

جب تمام جسم میں سے ایک عضو کاٹ ڈالا جاوے تو انسان کو سخت

تکلیف پہنچتی ہے لیکن میں معزز ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے مسیحی معترضین ایک سچے مسلمان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچاتے ہیں جبکہ وہ ایک آیت کو اُس کے ماسبق اور مابعد سے الگ کر کے یہ بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ اسلام ایک سخت متعصب مذہب ہے جو بلاتخصیص ہر ایک کافر کو قتل کر ڈالنے کا حکم دیتا ہے اور اس طرح سے دنیا کو اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ آیات جن میں صرف اُن منکروں کے ساتھ لڑائی وغیرہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو مسلمانوں پر سخت بے رحمانہ ظلم اور زیادتی اور قتل و خونریزی کے مرتکب ثابت ہو چکے تھے اُنکو مسیحی معترضین تمام ممالک اور ہر ایک زمانہ کے مشرکین پر چسپاں کر کے اسلام کو ملزم بنانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے قرآن مجید کی بعض آیات چن رکھی ہیں جن کو وہ وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے اور دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مسیحی مشنریوں کی کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی اخبار دیکھو بار بار انہیں چند آیات کا اعادہ کر کے اسلام کی نسبت بدظنی پیدا کرنے کی کوشش میں کوئی کمی نہیں کیجاتی۔ وہ ہمیشہ یہی بیان کرینگے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ "کفار کو مارو اُنکو پکڑو اور اُن کے لیئے ہر ایک گھات میں لگے رہو"۔ مگر ان میں اتنی دیانتداری اور جرأت نہیں کہ وہ اس سے اگلی ہی آیت کو پڑھکر یہ بیان کر سکیں کہ یہ حکم عرب کے بعض قبائل کے متعلق تھا جو مختلف قسم کے جرموں کے مرتکب ہو چکے تھے۔ جس کے باعث ایسا حکم نازل کیا گیا۔ مگر مسیحی معترضین کا تعصب یہانتک بڑھا ہوا ہے کہ وہ قرآن شریف کے اُن احکام سے بالکل آنکھیں بند کر لیتے ہیں گویا کہ وہ قرآن شریف میں ہیں ہی نہیں جن سے کہ تمام قرآن شریف بھرا پڑا ہے اور جن میں کہ مسلمانوں کو غیر مذاہب کے پیروؤں سے انصاف اور نیک سلوک کرنے کا حکم ہے اور اُن مخالفین کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی کے مرتکب نہ ہوں لڑائی کرنے سے ممانعت ہے اور جن میں کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں کا صریح حکم ہے اور جن میں کہ اپنے عہدوں اور اقراروں پر قائم رہنے کا حکم ہے اور عہد شکنی کے لیئے دنیوی اور اُخروی سزا سے ڈرایا گیا ہے اور بے گناہ

مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے مار ڈالنے سے سخت ممانعت کی گئی ہے جس کی سزا دوزخ ہوگی۔ اور جن میں لڑائی میں پہل کرنے کی نہی ہے اور مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ رحم اور مہربانی اور نیک سلوک کرنے میں مذہب یا قومیت کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہیئے۔

اسی طرح سے ایک مسیحی معترض اُن آیات کا بھی مطلق ذکر نہ کرے گا جن میں کہ اُن جنگوں کے وجوہات بیان کیئے گئے ہیں جو مسلمانوں کو مجبوراً اختیار کرنے پڑے اور نہ وہ اُن آیات کا ذکر کریگا جن سے کہ اُن ظلموں اور زیادتیوں کا پتہ لگے جو کفار نے مسلمانوں پر کیں۔ اُس نے صرف اتنا ہی فرض سمجھ چھوڑا ہے کہ بغیر سیاق و سباق بتانے کے ایک دو آیات پیش کرکے دنیا کو دھوکا دینا شروع کردیا کہ اسلام تمام کفار کے قتل کردینے کا حکم دیتا ہے خواہ وہ کسی زمانہ میں ہوں اور کہیں ہوں۔ اور اسطرح وہ ایک باغیرت مسلمان کو اس سے زیادہ تکلیف و دُکھ پہنچاتا ہے جتنی کہ پہلے مسیحیوں نے بنی نوع انسان کو تلوار۔ آگ اور ظالمانہ طریقوں سے محض اختلاف خیالات کی بنا پر پہنچائی تھی۔ وہ (مسیحی معترض) بعض موجودہ عیسائی حکومتوں کی بے تعصبی کی نظیر پیش کرتا ہے حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتا کہ یہ سبق اِن حکومتوں کو گذشتہ مسیحی نسلوں کی ظالمانہ کارروائیوں سے حاصل ہوا ہے۔ بے تعصبی کی وہ لہر جو کہ اب مغربی ممالک کے حاکموں اور وزرا سے ظاہر ہو رہی ہے یہ صرف گذشتہ متعصب مسیحیوں کے تعصب کا نتیجہ ہے اور اس لیئے موجودہ مشنریوں کو بجائے فخر کرنے کے شرمندہ ہونا چاہیئے کیونکہ دنیا کے لیئے یہ ایک پختہ دلیل اس بات کی ہے کہ گذشتہ مسیحی نسلوں نے بنی نوع انسان پر کس کس قسم کے جور و جفا محض اختلاف خیالات کی بنا پر روا رکھے بعض مغربی سلطنتوں کی بے تعصبی اُس زمین کا پھل ہے جو کروڑوں بے گناہ انسانوں عورتوں بچوں وغیرہ کے خون سے سینچی گئی ہوئی ہے جو کہ گذشتہ نسلوں کے خونی مسیحیوں کے ظالمانہ تعصب کا شکار ہو چکے ہیں تعصب کی وہ روح ابھی تک یورپ اور امریکہ سے ناپید نہیں ہوگئی بلکہ یہ حکومت کا زبردست ہاتھ ہے جس نے

اُسے قابو کیا ہوا ہے اس بات کا ثبوت کہ مسیحی پادریوں اور مشنریوں میں ابھی تک وہی تعصب ہے جو انکے بزرگوں میں تھا اس بات سے مل سکتا ہے کہ وہ کس طرح غلط اور قابل شرم طریق سے اسلام کے ساتھ سلوک کرتے ہیں وہ قرآن شریف کی بے شمار آیات کو جن میں بے تعصبی اور مذہبی آزادی کی تعلیم دی گئی ہے جان بوجھکر چھوڑ دیتے ہیں اور اِدھر اُدھر سے چند آیات کے ٹکڑے لیکر دنیا کو اسلام اور بانی اسلام کی نسبت بدگمان کرتے پھرتے ہیں جو کہ انکی گذشتہ خونریزیوں کی دردناک کارروائیوں سے بھی زیادہ قابل نفرت ہے۔

زیر بحث آیت پر غور کرنیسے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ہر ایک کافر کے متعلق نہیں ہے کیونکہ جن آیات میں وہ شامل ہے اُن میں ہر ایک کافر کی طرف خطاب نہ تھا یہی نہیں بلکہ ملک عرب کے تمام کفار کی طرف بھی نہ تھا بلکہ صرف خاص قبایل اس کے مخاطب تھے یہ امر اِس سورہ کی سب سے پہلی آیت سے ہی معلوم ہو سکتا ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان مشرکین کی طرف اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے جن کے ساتھ تم نے عہدنامہ کیا تھا۔

اس آیت سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب صرف وہی مشرکین عرب تھے جن کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہدنامہ کیا تھا۔ اور اس اعلان کی رو سے وہ عہدنامہ فسخ کیا گیا اب ایک مسیحی معترض اس جگہ یہ سوال کر سکتا ہے کہ کن وجوہات کی بناپر یہ عہدنامہ قابل فسخ قرار پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپکو اُن کفار سے بری الذمہ قرار دے لیا۔ اس سوال کا جواب خود ان آیات میں موجود ہے کیونکہ اسی اعلان کی چوتھی آیت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔

یعنی اس اعلان سے وہ مشرکین مستثنےٰ ہیں جن کے ساتھ تمہارا عہد بندھا ہوا ہے اور جنہوں نے

کہ اس کی کچھ خلاف ورزی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی ہے پس اُن کے عہد کو عہد نامہ کی میعاد تک پورا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بیزاری کا اعلان صرف اُن لوگوں کی نسبت تھا جنہوں نے عہدوں اور قسموں کو توڑ دیا تھا اور مسلمانوں کے برخلاف لوگوں کو مدد دی تھی۔ پھر انہیں آیات میں سے ساتویں آیت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْدٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ رَسُوْلِہٖٓ اِلَّا الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ ترجمہ اوپر گذر چکا ہے،

ناظرین اس بات کو خصوصیت سے نوٹ کریں کہ ہر دو آیات مندرجہ بالا الفاظ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ پر ختم ہوتی ہیں اِن الفاظ سے صاف طور پر دو نتیجے پیدا ہوتے نظر آتے ہیں اوّل یہ کہ مسلمانوں کو کہا گیا ہے کہ اگر تم مشرکین کے ساتھ اپنے عہدناموں پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا۔ دوم یہ کہ عہدناموں کو توڑ دینا خواہ وہ مشرکین کے ساتھ ہی کیئے گئے ہوں اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے اور اس لیئے مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ سے ڈریں۔ گویا کہ عہدناموں کی پابندی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہے اور اُن کا نقض اللہ تعالیٰ کی نارضامندی اور غضب کا موجب ہے۔ یسوعی معترض یہ معلوم کر کے حیرت زدہ رہ جائے گا کہ اُنہی آیات میں جنہیں وہ قرآنی تعلیم کا تعصب سے پُر ہونا بیان کرتا ہے اس قسم کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے یسوعی معترض دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن شریف تمام کفار کو بیدریغ قتل کر دینے کا حکم دیتا ہے اور اپنے اس بیہودہ دعوے کے ثبوت میں سورہ توبہ کی ابتدائی آیات کو بطور دلیل کے پیش کرتا ہے لیکن ان آیات میں ایسی پاک تعلیم دی گئی ہے جس سے کوئی دانا آدمی ذرا بھر اختلاف نہیں کر سکتا مخالفین کی طرف سے اکثر دفعہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سورہ توبہ کی پہلی آیات نے جن میں بقول معترضین مخالفین اسلام کو بیدریغ تہ تیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے قرآن شریف کی باقی آیات کو جن میں مسلمانوں کو باامن رہنے کی

تاکید کی گئی ہے منسوخ کر دیا ہے لیکن ایک سرسری نگاہ سے بھی ان آیات کو دیکھنے سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ یہ آیات قرآن شریف کی اُن دیگر آیات کے ذرہ بھر بھی خلاف نہیں جن میں امن اور اصلاح کی تعلیم دی گئی ہے اور مسلمانوں کو ہر قسم کی بدعہدی اور نقض امن سے منع کیا گیا ہے۔ نہ معلوم یسوعی معترض آیت فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ کے کیا معنے کریگا؟ کیا اس آیت کا صاف طور پر یہ مطلب نہیں کہ خدائے تعالیٰ اُن مومنوں سے محبت کرتا ہے جو کفار کے ساتھ اپنے عہدناموں پر قائم رہتے ہیں اور اُن کو سخت سزا دے گا جو نقضِ عہد کرینگے؟ کیا یہ سچّی تعلیم نہیں اور قرآن شریف کی باقی تعلیم کے مطابق نہیں؟ جب یہ تعلیم انہیں آیات میں پائی جاتی ہے جو کہ یسوعی معترض اپنے اس بیہودہ دعوے کے ثبوت میں پیش کرتا ہے تو کیا معترض کا ایسا خیال واقعات پر مبنی کہا جا سکتا ہے؟

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ ان آیات میں دو دفعہ آیا ہے اور انہیں غیر مسلموں کے ساتھ نہ صرف بے انصافانہ سلوک سے منع کیا گیا ہے بلکہ اُن کو وعدہ دیا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفین اسلام کے ساتھ اپنے عہدناموں پر قایم رہیں گے تو وہ خدائے تعالیٰ کے پیارے ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ اس نیک کام کے بدلے ان سے محبت کریگا۔ ان الفاظ کا دو دفعہ بطور تاکید کے بیان کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ اسلام نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ دنیا میں امن و امان قایم رہے اور اسکے تابعدار اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اپنے مخالفین سے برا برتاؤ کرنے سے بچے رہیں اور یہ الفاظ ان آیات کے ساتھ ہی شامل ہیں جن میں عرب کے بعض خاص قبائل کے ساتھ اُن وجوہات کی بنا پر جو آیات سے ثابت ہوتی ہیں (یعنی نقضِ عہد وغیرہ) لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جن کو معترض سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے دنیا کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے اور اسلامی تعلیم کی نسبت غلط فہمی پھیلاتا ہے۔

مندرجہ بالا ہر دو آیات سے ثابت ہو گیا کہ اعلان بیزاری تمام اُن کفار سے تعلق نہیں

رکھتا جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ عہد نامے کیئے اور ان پر قائم رہے۔ اور جنکے ساتھ عہد نباہنے کی مسلمانوں کو سخت تاکید کی گئی تھی۔ بلکہ اس کا تعلق صرف اُن خاص کفار عرب کے ساتھ ہے جنہوں نے عہد ناموں کو توڑ ڈالا اور جو مسلمانوں پر سخت زیادتی کے مرتکب ہوئے۔ گویا کہ لڑائی کا حکم عام کفار کے مقابلہ پر نہ تھا بلکہ عرب کے بعض خاص قبائل کے مقابلہ پر تھا جو نقضِ عہد کے مرتکب ہوئے تھے انہیں آیات نے لڑائی کرنیکی وجہ خود ہی بتا دی ہے اگر ناظرین مندرجہ ذیل آیات پر غور و خوض کریں تو انکو اس بات کے ماننے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ لڑائی کرنے کا حکم انصاف پر مبنی تھا جو کہ سخت ضرورت کے موقعہ پر دیا گیا تھا۔ لڑائی کرنے کی وجوہات آیات ذیل سے معلوم ہوسکتی ہیں۔

(۸) كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ۝ کسطرح (اُن کا عہد مسلمانوں کے ساتھ درست ہوسکتا ہے) اگر وہ (اے مسلمانو) تم پر غالب آجائیں تو نہ عزیز داری کا لحاظ رکھیں نہ عہد کا۔ اپنے مُنہ سے تم کو خوش کرتے ہیں اور دلوں میں اُنکے انکار ہے اور اُن میں اکثر بد عہد ہیں:

(۹) اِشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا پھر اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے لگے بے شک یہ لوگ بُرے کام کر رہے ہیں:

(۱۰) لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ۝ کسی مومن کے بارہ میں نہ وہ عزیز داری کا خیال رکھتے ہیں اور نہ اپنے عہد کا اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں:

(۱۱) وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝ اور اگر عہد کرکے یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمھارے دین پر طعنہ

ماریں تو کفر کے سرداروں سے لڑو تا وہ باز آ جائیں۔ انکی قسمیں کوئی چیز نہیں ؛

(۱۲) اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ تم کیوں اُن لوگوں سے نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور رسول کو نکال دینا چاہا اور انہوں نے ہی پہلے تم سے ابتدا کی ؛

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کو بعض خاص قبائل عرب کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کا حکم دیا گیا تھا ؛

(۱) جن کفار کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا تھا انہوں نے مسلمانوں پر پہلے حملہ کیا (وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ)

(۲) انہوں نے نقضِ عہد کیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منافقانہ طور پر عہدنامہ کیا اسپر کاربند ہونے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے مناسب موقعہ کے منتظر رہیں۔ اور اسطرح وہ اسلام کے کھلم کھلا دشمنوں کی نسبت زیادہ خطرناک تھے انہوں نے زبانی تو مسلمانوں کو خوش کر دیا مگر دلوں میں سخت بغض رکھا ؛

(۳) انکی دشمنی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ انہوں نے رشتہ کی فطرتی محبت اور تعلقات کو بھی بالائے طاق رکھدیا۔ گو ظاہراً وہ مسلمانوں سے باامن رہنے کا وعدہ کرتے تھے مگر جہاں اُن کو موقعہ لگتا وہ اپنے مسلمان رشتہ داروں کے مار ڈالنے میں بھی تامل نہ کرتے تھے مگر نہ رشتہ کے تعلقات اُن کو مسلمانوں کے قتل کرنے سے روک سکتے تھے اور نہ عہد کا لحاظ کیا اس سے بھی بڑھکر کوئی ظلم اور زیادتی ہو سکتی ہے؟ اِن آیات میں دوبا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رشتہ داری اور اپنے عہدناموں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے ؛

(۴) وہ زیادتی کے مرتکب ثابت ہو چکے تھے (واُلٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ)

(۵) وہ لوگوں کو ہدایت سے روکتے تھے یعنی نو مسلموں پر سختی اور قتل روا رکھکر لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے تھے۔ (فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ)

یہ لوگ تھے جن کے خلاف مسلمانوں کو لڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مجھے اِن آیات میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جو کہ قرآن شریف کی دوسری آیات کے خلاف ہو جنکی یہ ناسخ خیال کی جاتی ہیں ان آیات میں جو سورہ توبہ کے شروع میں ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں نازل ہوئی تھیں مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر مخالفین اسلام سے لڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور ان سے یہ ہرگز نہیں پایا جاتا کہ جو کفار ان زیادتیوں کے مرتکب نہیں ہوئے تھے انپر بھی تلوار اُٹھانے کا حکم دیا گیا ہو۔ بلکہ انہی آیات میں عام مخالفین اسلام کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرنے اور معاہدہ کی پابندی کرنے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ اسکو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب قرار دیا گیا ہے اور بصورت زیادتی اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرایا گیا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف میں سب جگہ پائی جاتی ہے ان آیات کی تعلیم کا قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیات سے جو دوسری سورتوں میں پائی جاتی ہیں بالکل تطابق ہے :-

(۱) وَ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (البقرہ آیت ۱۹۰) تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی مت کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں سے پیار نہیں کرتا :

(۲) لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (الممتحنۃ آیت ۸) جو لوگ (کافروں میں سے) دین پر تم سے نہیں لڑے اور نہ تم کو تمھارے گھروں سے انہوں نے نکالا اُن سے بھلائی اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے :

(۳) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ اور جن لوگوں نے تم کو مسجد حرام میں آنے سے روکا اُن کی دشمنی

تم سے زیادتی نہ کرائے (المائدہ رکوع ۱)

(۴) فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا (النساء آیت ۹۰) اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی کریں اور تم سے لڑیں نہیں اور تم سے صلح رکھیں تو ایسے لوگوں کے برخلاف لڑائی کرنے کی اللہ تعالیٰ تم کو اجازت نہیں دیتا۔

(۵) مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ - آیت ۳۲) جو شخص کسی انسان کو بغیر اسکے کہ وہ کسی دوسرے انسان کے قتل یا زمین میں فساد کرنے کا مرتکب ہوا ہو قتل کرے گا تو گویا اُس نے سب انسانوں کو قتل کیا (اسمیں مسلمان یا غیر مسلمان کی تمیز نہیں)

کیسے سخت افسوس کی بات ہے کہ وہ کتاب پاک جو ایسی اعلیٰ درجہ کی منصفانہ اور نیکی سے بھری ہوئی تعلیم پیش کرے اُسے یسوع مسیح کے پُجاری ایسے رنگ میں پیش کریں کہ وہ لوگوں پر ظلم کرنے اور جبر سے مسلمان بنانے کی تعلیم دیتی ہے۔ اس سے زیادہ ظلم اور زیادتی کی بات اور کونسی ہو سکتی ہے۔ وہ کب تک ہماری کتاب پاک کی نسبت غلط فہمی پھیلاتے رہیں گے؟ کیا یسوعی دنیا میں کوئی ایسا منصف مزاج شخص نہیں ہے جو پادری صاحبان کی اس بیجا ظلم سے بھری ہوئی کارروائی کے خلاف آواز اُٹھائے؟ کیا یہ بے انصافی اور بے رحمی نہیں کہ قرآن شریف کی صاف صاف رحیمانہ اور باامن تعلیم سے آنکھیں بند کر کے بعض آیات کے اپنے مدعا کے مطابق غلط معنے کر کے اسلام کو ظلم اور زیادتی کا مترادف قرار دیا جاوے اور اس طرح ایک دنیا کو اسلام سے نفرت دلائی جاوے۔ ہر ایک یسوعی پادری آیات قرآن کے اُن ٹکڑوں کو تو غلط فہمی پھیلانے کے لیئے ازبر یاد رکھتا ہے جن میں تلوار اُٹھانے کی ترغیب دی گئی ہے مگر وہ حصے عمداً چھپاتا ہے جن میں تلوار اُٹھانے کے اسباب بیان کیئے گئے ہیں۔ آجتک کسی الہامی یا غیر الہامی کتاب کے ساتھ ایسا بے رحمانہ سلوک نہیں کیا گیا جیسا کہ یسوعی صاحبان قرآن شریف کے ساتھ کر رہے ہیں۔

عرب کے معاندین نے جن کے برخلاف سورہ توبہ کی ابتدائی آیات میں جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تو مسلموں پر کس کس قسم کے ظلم توڑے تھے یہ امر مندرجہ ذیل آیات سے بھی واضح ہو سکتا ہے جو اسی ابتدائی حصہ میں شامل ہیں :-

(۱) قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (سورہ توبہ آیت ۱۴)

اُن سے لڑو اللہ تعالیٰ تمھارے ہاتھوں سے اُن کو سزا دے گا اور اُن کو ذلیل کرے گا اور تم کو اُن پر فتح دے گا اور مومنوں کے (زخمی) سینوں کو شفا دے گا ؛

(۲) وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ (توبہ آیت ۱۵) اور اُن کے دلوں کا غصہ دُور کرے گا۔

ان الفاظ سے جن پر خط کھینچا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان مشرکین نے مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم کیے تھے کہ مسلمانوں کے سینے سخت زخمی ہو گئے تھے اور اُن کے دلوں میں بڑا دُکھ تھا۔ اگر ایسے ظالموں کے ساتھ خدائے تعالیٰ نے لڑائی کرنے کا حکم دیا تو کیا یہ حکم ناجائز تھا یا بالکل انصاف پر مبنی تھا؟ جو مذہب ایسے خوں خوار لوگوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا وہ مذہب نوعِ انسان کے لیے مفید نہیں ہو سکتا بلکہ ایسا مذہب ایک خطرناک مذہب ہے جس کا نتیجہ سوا تباہی کے اور کچھ نہیں ؛

نیز آیات زیرِ بحث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس لیے ایسے معاندین کے خلاف تلوار اُٹھانے کی اجازت دی گئی تھی تاکہ وہ آیندہ ایسی حرکات کرنے کی جرأت نہ کر سکیں آیت نمبر ۱۲ میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے :- "اگر وہ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں بعد عہد کرنے کے اور تمھارے دین میں طعن کریں۔ تو کفر کے سرگروہوں سے لڑو (کیونکہ اُن پر کوئی اعتبار نہیں) تاکہ وہ اپنی زیادتیوں سے باز آ جائیں" اصل آیت حسبِ ذیل ہے۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۱۲)

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اوّل یہ کہ مقاتلہ کا حکم انصاف پر مبنی اور انصاف کو ہی مدِ نظر رکھکر دیا گیا تھا۔ اور اس لیئے دیا گیا تھا کہ معاندین اسلام کو جنہوں نے اپنی قسموں کو بالائے طاق رکھکر ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی ظلم اور زیادتی سے باز رکھا جاوے۔ دوم یہ کہ بموجب حکم قرآنی مسلمانوں کو صرف اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ (کفار کے سرگروہوں) سے ہی مقاتلہ کا حکم ملا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی کا مدعا محض دشمنان اسلام کو ظلم اور زیادتی سے باز رکھنا تھا جو کہ صرف سرگروہوں کو سزا دینے سے حاصل ہوسکتا ہے۔ جبر سے کسی کو مسلمان بنانا غرض نہ تھا اور مخالفین کے سرگروہوں کو سزا دینا اسلیئے بھی ضروری ہوگیا تھا کیونکہ انہوں نے نہ صرف عہد ناموں کی خلاف ورزی کی بلکہ اپنے نومسلم رشتہ داروں کی قرابت کا لحاظ بھی بالائے طاق رکھکر انپر ہر ایک ظلم اور زیادتی روا رکھی۔ ایسے حالات کی ماتحتی میں سزا دہی کی صورت کے سوائے اور کوئی بہتر علاج نہ تھا۔ انکے ساتھ معاہدوں کی تجدید اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تھا۔ کیونکہ یہ ثابت ہوچکا تھا کہ اُن کے نزدیک عہد ناموں کی پروا پرِکاہ کے برابر بھی نہیں ہے ؛

لیکن سب سے اعلیٰ بات جو ہمیں احکام قرآنی مندرجہ سورہ توبہ میں دربارہ جنگ ملتی ہے وہ اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کے ساتھ نہایت نرم اور متحملانہ سلوک ہے چونکہ مخالفین اسلام نقضِ عہد کے مرتکب ثابت ہوچکے تھے اس لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انپر ایسی حالت میں بغیر نوٹس دینے کے بھی حملہ کرنے کے مستحق تھے۔ لیکن قرآن مجید کی با امن اور نرم تعلیم نے جو معاہدہ کی پابندی کا سخت خیال رکھنے کا حکم دیتی ہے مخالفین اسلام کو پورے چار ماہ مقابلہ کرنے کی تیاری کے لیئے یا اپنی حفاظت کا کوئی دوسرا پہلو سوچنے کے لیئے مہلت دیدی۔ کیا ایسے کٹر دشمن کسی قسم کے رحم کے مستحق ہوسکتے تھے؟ لیکن گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بباعث ان کے نقضِ عہد اور ظلم کے مرتکب ہونے کے ہر طرح انپر یکدفعہ حملہ کرنے کے پورے پورے مستحق تھے مگر آپ نے نہ صرف ایک عام اعلان کے ذریعہ عہد شکن دشمن کو متنبہ کر دیا بلکہ آپ نے اُنکو ملک میں تاریخ اعلان سے لیکر چار ماہ کامل تک اِدھر اُدھر نقل و حرکت کرنے کی اجازت دی یہ

اعلان قرآن شریف کے اُس حکم کے مطابق تھا جو اس سے قبل سورہ انفال میں نازل ہو چکا تھا اور وہ حکم یہ ہے وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ (الانفال- آیت ۵۸) ترجمہ۔ اور اگر کسی قوم سے تجھے بدعہدی کا خوف ہو تو ان کا عہد انکو مساوات واپس کردو (تاکہ انکو بھی تیاری کرنیکا پورا موقعہ ملجائے)۔

اس آیت کے رو سے اگر مسلمانوں کو کسی مخالف قوم سے صرف بدعہدی کا خوف ہی ہو تو بھی اُن کو اختیار ہے کہ عہد کو منسوخ کردیں۔ مگر معاملہ زیر بحث میں بدعہدی کا خوف تو کجا مخالفین اسلام فی الواقعہ عہد شکنی کر چکے تھے اور مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کے مرتکب ثابت ہو چکے تھے اس لیئے ایسے ظالم بدعہد لوگوں کو کسی قسم کی مہلت دینی مُسلمانوں پر لازم نہ تھی تاہم قرآن شریف وسیع اخلاق اور سچی انسانی ہمدردی کو مدنظر رکھ کر ایسے عہد شکن ظالم لوگوں کو بھی اپنا بچاؤ کرنے کے لئے چار ماہ کی لمبی مہلت دیتا ہے اور یہ حکم عین رحم پر مبنی ہے کہاں ہیں وہ معترض جو قرآن شریف پر بہتان باندھنے سے باز نہیں آتے اور محض مخالفت اسلام کی وجہ سے کہتے پھرتے ہیں کہ سورہ التوبہ کی پہلی آیات کے رو سے قرآن شریف کے سابقہ احکام منسوخ ہو چکے ہیں حالانکہ اصلیّت یہ ہے کہ جیسا سابقہ احکام رحم اور انصاف پر مبنی ہیں بعینہ ایسا ہی سورہ توبہ کے احکام بھی رحم اور انصاف پر مبنی ہیں ایسے حالات کی موجودگی میں کہ معاندین اسلام عہد شکنی اور ظلم کے مرتکب ثابت ہو چکے تھے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ ضروری نہ تھا کہ ان کو قبل از وقت تنسیخ عہد کی اطلاع بذریعہ پبلک اشتہار دیتے جو آپ کے ایک عزیز اور قریبی رشتہ دار کے ذریعہ ایک بڑے بھاری مجمع میں علی الاعلان سنایا گیا تھا۔ جس کے ذریعہ نہ صرف تنسیخ عہد کی انکو اطلاع دیگئی بلکہ مخالفین کو اپنی حفاظت کا مناسب انتظام کرنے کے لیئے ایک کافی لمبی مہلت بھی دیدی گئی۔

اسی پر بس نہیں بلکہ معاندین اسلام اپنی کرتوتوں کے بدلے قتل کے مستحق ثابت ہو چکے تھے اور دنیا کا کوئی قانون بھی انکو اس سزا سے بری نہیں رکھ سکتا تھا۔ تاہم

اللہ تعالیٰ نے انپر آسانی رکھدی کہ اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہو جاوے اور فرائض اسلام بجالاوے تو اسے معاف کر دیا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ یعنی یہ معافی اور نرمی اللہ تعالیٰ کا انپر رحم ہے۔ یہ کیوں؟ یہ اس لیئے رحم تھا کہ وہ اپنی بدکرداریوں اور مسلمانوں کے قتل کی پاداش میں سخت سے سخت سزا کے لائق تھے مگر چونکہ انکا اسلام میں داخل ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ انہوں نے گذشتہ قصوروں سے توبہ کرلی ہے اس لیئے اللہ تعالیٰ نے انکے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے اور انہیں سزا سے بری کر دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں میں اسلام قبول کرنا بھی ایک رنگ میں موت کا سامنا ہی تھا کیونکہ مشرکین اسلام کے ایسے سخت معاند تھے کہ ان دنوں مسلمان ہونا اپنی زندگی کو ہلاکت میں ڈالنا ہوتا تھا۔ چنانچہ انہیں آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مشرکین مسلمانوں کی بیخکنی کرنے میں نہ تو عہدناموں کی پرواکرتے تھے اور نہ قربت رشتہ کا لحاظ رکھتے تھے۔ اس لیئے اسلام قبول کرنا بھی قتل کے فتوے کے قریب قریب ہی تھا۔

لیکن ایسا خیال کرنا سخت غلطی ہے کہ جنگ محض مشرکین کو مسلمان کرنے کیلیئے اختیار کیا گیا تھا۔ کیونکہ آیات زیر بحث پر سرسری نگاہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو محض اس بنا پر کہ مشرکین کو زبردستی مسلمان بنایا جاوے جنگ کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ مندرجہ ذیل وجوہ قابل غور ہیں۔

اوّل۔ ان آیات کے رو سے مسلمانوں کو صرف ایسے مشرکین سے لڑائی کرنے کا حکم دیا گیا تھا جو نقضِ عہد کرکے اور قرابتِ رشتہ کے لحاظ کو ترک کرکے مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی کرنے اور انکو قتل کرنے کے مجرم ثابت ہو چکے تھے۔

دوم۔ ان آیات کے رو سے مسلمانوں کو ایسے مشرکین سے لڑنے کی سخت ممانعت تھی جنہوں نے انکے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے تھے اور نیز جنہوں نے نقضِ عہد نہ کیا تھا۔ جیسا کہ آیات ماسبق سے ظاہر ہے۔

سوم۔ اُن کو صرف ائمۃ الکفر (سرغنوں) سے جو ظلم کے بانی تھے لڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

چہارم۔ لڑائی کا حکم محض بدعہد دشمن کو بدعہدی سے باز رکھنے کے لیے دیا گیا تھا جیسا کہ فرمایا۔ فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ پس کفر کے سرغنوں سے لڑو کیونکہ اُنکی قسمیں کچھ چیز نہیں تاکہ وہ بدعہدی سے باز رہیں ؛

پنجم۔ عورتیں۔ بچے۔ بڈھے وغیرہ جو ہتھیار نہیں لگا سکتے تھے اُنکے خلاف ہتھیار اُٹھانا سخت منع تھا ؛

مندرجہ بالا دلائل سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی کا حکم محض دفاعی اور امن قائم کرنے کے لیے تھا نہ کہ لوگوں کو زبردستی سے مسلمان بنانے کے لیے۔ اور وہ بھی صرف چند اُن قبائل کے خلاف دیا گیا تھا جو عہد شکنی اور ظلم اور زیادتی کے مرتکب ثابت ہو چکے تھے تاکہ وہ بدعہدی سے باز رہ سکیں۔ مسلمان ہو جانے کی وجہ سے قابل عفو سمجھنے کا حکم دینا ہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ ضرور کسی ایسے قصور کے مرتکب ہو چکے تھے جس کی سزا سوائے موت کے اور کوئی نہ ہو سکتی تھی اور جسے مسلمان بجائے خود خواہ وہ لوگ مسلمان ہی کیوں نہ ہو جاتے معاف نہ کر سکتے تھے آیت کریمہ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے خاص حکم کے مسلمان اُن معاندین کو اسلام لے آنے کے بعد بھی معاف نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اُن کے قصور ناقابل عفو تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سے بھی وہی معلوم ہوتا ہے اور مسلمانوں کو تاکیداً حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ایسے سخت قصور معاف کر دیتا ہے تو اُن کو بھی اب اِن لوگوں سے درگذر ہی کرنا چاہیئے اور اُن کو اپنا بھائی سمجھنا چاہیئے ؛

میرے خیال میں مندرجہ ذیل احادیث مذکورہ بالا آیت کے مطلب کو واضح کرنے کے لیے بہت مدد دینگی۔ صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۷۔ ۳۸ پر لکھا ہے کہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الحرقة فصبحنا القوم فھزمناھم ولحقت انا و رجل من الانصار رجلا منھم فلما غشیناہ قال لا الہ الا اللہ فکف

الانصاری فطعنته برمحی ختی قتلته فلما قدمنا بلغ النبي صلی الله علیه وسلم فقال یا اسامة اقتلته بعد ما قال لا اله الا الله قلت کان متعوذا فما زال یکررها حتی تمنیت انی لم اکن اسلمت قبل ذلك الیوم۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دشمن کی طرف روانہ فرمایا۔ اُس جماعت میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور انصاری نے دشمنوں میں سے ایک شخص کا تعاقب کر کے اُس کو پکڑ لیا اُس وقت اُس نے کہا لا الٰہ الا اللہ۔ انصاری تو اُس کو مارنے سے رُک گیا مگر حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اُس کو برچھے سے قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے اُسامہ کیا تُو نے اُس کو لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اُس نے تو صرف اپنی جان بچانے کے لئے ایسا کہا۔ مگر آپ یہی کلمات دُہراتے رہے یہاں تک کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ وہ اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوئے ہوتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فھلا شققت عن قلبه کیا تُو نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے یا خوف سے۔

پھر ایک اور حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مَیں کفار میں سے ایک شخص کو ملا وہ مجھ سے لڑنے لگا اور اُس نے میرا ایک بازو کاٹ دیا اور ایک درخت کے پیچھے پناہ گزین ہوا اور کہا اسلمت للّٰہ یعنی مَیں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوا یا مسلمان ہوا۔ اے رسول خدا کیا مَیں اُس کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا لا تقتله۔ اُسے قتل مت کرو۔ اُس نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ اُس نے میرا ہاتھ پہلے کاٹا اُس کے بعد اسلمت کہا۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا لا تقتله اُسے قتل مت کرو اور نیز فرمایا ان قتلته فانه بمنزلتك

قبل ان تقتله وانك بمنزلته قبل ان يقول كلمته التي قال یعنی اگر تو اُس کو قتل کر دے گا تو قتل کرنے سے پہلے جو تیرا مقام ہوگا وہ مقام اُسے دیا جائیگا اور اسلمت کہنے سے پہلے جو حالت اُس کی تھی وہ تیری حالت ہو جائے گی یعنی خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں اُس کو مومن کا درجہ دیا جائیگا اور تو کافر گردانا جائے گا۔ (صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۹)

ایسا ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک جنگ میں ایک کافر نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا پھر وہ ایک مسلمان کی زد میں آیا۔ اور مسلمان نے اُس کے قتل کرنیکے لیئے تلوار اُٹھائی۔ جب اُس نے اپنے سر پر تلوار کو دیکھا تو بول اُٹھا لا الٰہ الا اللہ۔ مگر مسلمان نے اپنا ہاتھ نہ روکا اور اُس کو قتل کر دیا۔ پھر اُس مسلمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا پھر کیا تو نے اُس کو قتل کر دیا اُس نے جواب میں بہت سے صحابیوں کے نام لیئے کہ اُس نے فلاں کو مارا تھا فلاں کو مارا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حساب کے دن تم لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ کیا کرو گے۔ حساب کے دن تم لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ کیا کرو گے۔ اور آپ اسی بات کو دُہراتے رہے ؛

آیت نمبر ۵ کا بھی بعینہٖ یہی منشاء ہے جو ان احادیث کا منشاء ہے یعنی یہ کہ اگرچہ یہ مشرکین سخت سے سخت مظالم کے مرتکب ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اگر ان میں سے کوئی شخص اسلام قبول کرلے تو اُسکے گذشتہ ظلموں اور خونریزیوں کے عوض میں اُسے قتل مت کرو۔ بلکہ اُس کو معاف کر دو اور خدائے تعالیٰ بھی اگر چاہے گا تو اُس کے قصور معاف کر دے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ ایسے حکم کی ضرورت اس لیئے پیش آئی کہ وہ نہایت ہی خطرناک عہد شکنیوں اور خونریزیوں کے مرتکب ہو چکے تھے اور اگر مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ یہ حکم نہ دیا جاتا کہ اسلام قبول کرنے والوں سے درگذر کرو تو ممکن تھا کہ جیسے مندرجہ بالا مثالوں میں بعض مسلمانوں نے اپنے خونی دشمنوں کو باوجود اُنکے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے قتل کر دیا ایسا ہی اب بھی ان دغاباز لوگوں کو باوجود اُن کے

لا الٰہ الّا اللّٰہ کہنے اور اسلام قبول کرنے کے اُن کو قتل ہی کر ڈالتے ؛

یہ امر کہ کوئی شخص دل سے مسلمان ہوا ہے یا صرف جان بچانے کے لیئے اس کا فیصلہ کرنا مسلمانوں کا کام نہ تھا بلکہ یہ خدائے تعالیٰ کا کام تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کسی کا دل چیر کر یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ اُس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں اُن کا کام صرف ظاہر کو دیکھنا تھا۔ اگر ایک شخص ظاہر میں اسلام لاتا اور اسلامی شعار کی پابندی اختیار کرتا تو اُن کو حکم تھا کہ وہ اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دیں۔ باقی اُنکا حسیب خدائے تعالیٰ تھا ؛

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

# اسلام میں عورت کیا حیثیت رکھتی ہے

## نمبر ۳

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ازدواجی پر نظر کرنے سے پہلے یہ غور کرنا لازمی ہے کہ وہ کونسے واقعات اور مجبوریاں تھیں جن کے ماتحت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی شادیاں کیں۔ آپ نے ۲۵ سال کی عین نوجوانی کی عمر میں ایک چہل سالہ بیوہ عورت سے شادی کی اور ۲۵ سال کی عمر تک جبتک کہ وہ زندہ رہی آپنے کسی دوسری شادی کا خیال تک نہ کیا پہلی بیوی کی وفات کے بعد جب ۵۰ سال کی عمر میں آپنے دوسری عورت سے شادی کی، تو وہ عورت بھی پہلی بیوی کی طرح عمر رسیدہ اور بیوہ تھی۔ آپنے اپنی عمر کے ۵۵ سال کے بعد زیادہ بیویاں کیں۔ گویا کہ آپنے اپنا عالمِ شباب جو امنگوں کی عمر ہوتی ہے ایک بڑھیا بیوہ کے ساتھ بسر کیا اور پھر بعد ازاں بھی ایک ایسی بڑھیا سے شادی کی جو پہلی بی بی کی طرح عمر رسیدہ تھی یعنی جوانی کا سارا زمانہ ۵۵ سال کی عمر تک آپنے صرف ایک عورت کے ساتھ بسر کیا۔ اور آپ کی عمر کا آخری زمانہ جو پولٹیکل اور سوشل باتوں سے بھرا ہوا تھا آپ کی کثرت ازدواجی کا زمانہ تھا۔ اور آپ کی تمام ازواج مطہرات سوائے حضرت عائشہ رضہ کے سب کی سب یا تو بیوہ تھیں یا مطلقہ تھیں اسکے ساتھ ہی اسپر غور کیا جاوے کہ آپنے اپنی جوانی کی عمر صرف ایک بڑھیا بیوہ کے ساتھ گذاری اور اسکے بعد بھی سوائے حضرت عائشہ کے جو وہ بھی بوقت نکاح

خوردسال تھیں باقی سب کی سب ازواج مطہرات بیوہ یا مطلقہ تھیں تو اس میں ذرا بھی شک نہیں رہتا
کہ آپ نے کسی نفسانی غرض کو مدنظر رکھکر یہ نکاح نہیں کئے تھے۔ آپ کی کثرت ازدواج نے مسلمانوں کو عظیم
الشان فوائد پہنچائے۔ آپ کی کئی شادیوں سے پشت ہا پشت کی دشمنیاں اور خونخوار جنگیں مبدل بامن
ہوگئیں اور بعض شادیاں ہزارہا لوگوں کو غلامی کے پھندے سے بچانے کا موجب ہوئیں۔ جو کسی دوسری وجہ
سے ممکن نہ تھا۔ کئی شادیاں محض بیکس عورتوں کی دستگیری کی وجہ سے کی گئیں یا مختلف قبائل میں باہمی
محبت و مودت پیدا کرنے کیلئے کی گئیں اور بعض سے غلامی سے رہائی دینے کے لئے نکاح کیا۔ مختصر یہ کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ازدواجی میں از روئے تواریخ بھی کوئی ذراسی نفسانی غرض ثابت
نہیں کی جاسکتی۔ جگہ کی کمی کے باعث مجھے افسوس ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک شادی پر
فرداً فرداً مفصل طور پر نہیں لکھ سکتا ورنہ جہانتک ہم اس معاملہ میں زیادہ غور و خوض کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ
ہمارا ایمان آنجناب پاک صلعم کی مطہر اور بے عیب زندگی پر بڑھتا ہے میں تمام غیر مسلموں اور ناظرین سے انصاف کا واسطہ
دیکر اپیل کرتا ہوں کہ وہ نہایت غور و خوض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کریں۔ آپ کی
کثرت ازدواجی عین منشائے ایزدی کے مطابق تھی اور اس منشائے ربانی کے پورا کرنے میں آپ نے ایسی
پاکیزگی کا بیج بویا جو تمام دنیا کے لئے قابل عمل ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہمشیرہ اسماءؓ آپ کے
سامنے ایک باریک کپڑا اوڑھے آئی تو حضورؐ نے اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ جوان عورت کو
ایسا باریک لباس نہیں پہننا چاہیئے۔ آپ نے ایک عورت کی طرف ایسی حالت میں جبکہ وہ باریک کپڑا پہنے
ہوئے تھی دیکھنا بھی پسند نہ کیا۔ آپ معاملات میں ایسے دیانتدار تھے کہ آپکی امانت و دیانت ایک
ضرب المثل ہوگئی تھی اور آپکے زمانہ کے لوگ آپ کو امین کے معزز خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ آپ
خشیتہ اللہ میں یہانتک بڑھے ہوئے تھے کہ آپ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذار دیا کرتے تھے اور اس
کثرت سے متواتر روزے رکھا کرتے تھے کہ بعض اوقات گمان ہوتا تھا کہ آپ کبھی افطار ہی نہیں کرتے۔ آپ کا
چال چلن ایسا پاک تھا کہ یسوعی مشنری ۱۳ صدیوں کی متواتر کوششوں کے باوجود ایک بھی دھبہ آپکی پاکدامنی
پر نہیں لگا سکے۔ آپ نے سلسلہ حقہ اسلام کی اشاعت میں کسی زبردست سے زبردست مخالفت کی کبھی ذرا
بھر بھی پروا نہیں کی۔ اور کوئی موقعہ اور دقیقہ اپنے پاک مشن کی اشاعت کا باقی نہ چھوڑا۔ وہ انسان
جو اپنے خالق کے منشا کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ہر وقت ہمہ تن مصروف رہتا ہو۔ اور جس کی تمام

جوانی کی عمر نہایت باعصمت گذری ہو۔ جس کے کلمات سچ اور جس کا قانون مدلل ہو۔ اور جس کا زرین اصول بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اخوت میں ترقی دینا ہو اور جس کا رہنما اور سہارا محض رب العالمین ہی ہو۔ اور جو کہ تواریخی زمانہ کا ایک ہی فرد کامل ہو جس کا ہر ایک فعل اندرونی اور بیرونی تعلقات کا ذرا بھر بھی پوشیدہ نہ ہو اور جو آیات ذیل کا پورا پورا مصداق ہو۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (ترجمہ۔ کہہ۔ تحقیق میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا مرنا اور میرا جینا محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے) اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا) اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس کے اقوال و افعال ایک عرصہ دراز تک ہر ایک عیب گیر اور نکتہ چین نگاہ کے زیر امتحان رہ کر سچے ثابت ہو چکے ہوں ایسا شخص اسبات کا ہر طرح سے مستحق ہے کہ اُسے سچا اور منجانب اللہ یقین کیا جاوے۔ غار حرا آپ کی اُس سچی اور مخلص محبت کی یادگار موجود ہے جو کہ آپ کو بنی نوع انسان سے تھی جبکہ آپنے اپنی عزیز عمر کا ایک معتدبہ حصہ اس میں بنی نوع انسان کی بہبودی کے لیئے درد دل سے دعائیں کرنے میں گذارا۔ شرارت اور بدی کا صفحہ دنیا سے قلع قمع کرنے میں آپنے اپنے آپ کو بھلا دیا۔ اور سب سے زیادہ آپ کو شرک اور بے رحمی کی رسومات نے دُکھ پہنچایا جن سے دنیا پر اندھیرا چھا رہا تھا۔ آپنے دعاؤں پر دعائیں مانگیں یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سوز و گداز سے بھری ہوئی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا اور آپ کو دنیا کی اصلاح کے لیئے مامور کیا۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دوبارہ قائم کرنے کی غرض پر مامور ہو کر رسول کریم صلعم نے جو کامیابی اس معاملہ میں حاصل کی وہ حیرت انگیز تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پاکیزہ اور قابل تقلید زندگی کے ہر ایک پہلو پر نظر کرنے کے بعد کیا کوئی شخص اس بات کو تھوڑی دیر کے لیئے بھی ماننے پر طیار ہو گا کہ آپنے کثرت ازدواجی محض کسی نفسانی غرض کو مدنظر رکھ کر روا رکھی۔ ہم یہاں رسول کریمؐ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ سلوک کا کچھ مختصر سا حال بیان کر کے ناظرین پر اس امر کا فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ آپؐ کی معاشرت اپنی بی بیوں کے ساتھ کیسی پاکیزہ تھی۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ خدا کی قسم کھا کر بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ میرے دروازہ پر کپڑے کا پردہ کر کے کھڑے رہے تاکہ میں حبشیوں کی تلوار کے کرتب دیکھ سکوں جو میرے مکان کے مقابل مسجد میں کر رہے تھے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی حالت میں کھڑے رہے جبتک کہ مَیں یہ تماشہ دیکھتی رہی - اسوقت کا اندازہ لگانا دشوار ہے جبتک کہ رسول کریمؐ ایسی حالت میں کھڑے رہے اور چونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اُن دنوں چھوٹی عمر کی تھیں اس لیئے فطرتی تقاضا کے مطابق کھیل دیکھنے کی شوقین تھیں - اس معاملہ میں حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے پیروؤں کے لیئے ایک قابل تقلید مثال قائم کی - آنحضرتؐ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایسا سلوک اُس حقیقی ہمدردی اور محبت کا ثبوت دیتا ہے جو آپؐ کو اس کمزور فرقہ نسوان سے تھی - آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دروازے پر کپڑا پھیلائے کھڑے رہے تا کہ آپؐ کی زوجہ مطہرہ حبشیوں کا تماشہ دیکھ سکیں اور اُس کی خاطر وہاں سے ہلنے تک کا نام نہ لیا جبتک کہ حضرت عائشہؓ اپنی مرضی سے وہاں سے نہ ہٹیں - مغربی تہذیب باوجود عورتوں کی آزادی کی اتنی چیخ پکار کے انکی نسبت اتنی عزت نہیں رکھتی جسقدر کہ اسلام نے سکھلائی - اسلام نے جیسا کہ بانی اسلام کے فعل سے ظاہر ہے عورتوں کی جائز آزادی میں کوئی روک پیدا نہیں کی ہاں صرف مردوں کے ساتھ عام طور پر عورتوں کے خلا ملا کو جو کئی برائیوں کی جڑ ہے روک دینا چاہا ہے - حضرت عائشہ صدیقہؓ عوام الناس کے سامنے باہر نہیں نکلیں لیکن پردہ میں اُس تمام تماشہ کو دیکھتی رہیں - اگر مرد ایسے تماشوں کو بغیر اخلاقی اور روحانی نقصان برداشت کرنیکے دیکھ سکتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں عورتوں کو ہی اس سے منع کیا جاوے - اور یہی وجہ تھی کہ نبی کریمؐ نے اپنی زوجہ مطہرہؓ کو اس کھیل کے دیکھنے میں مدد دی گو آپ تکان کے باعث بیٹھ سکتے تھے مگر آپؐ نے اپنی بیوی کی خاطرداری کو اپنے آرام پر ہر قسم کی ترجیح دی ؎

یہاں اس بات کا واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ کے واقعات زندگی میں عورتوں کے ناچ وغیرہ میں شمولیت مثل بال وغیرہ یا اس قسم کی دیگر اخلاق کو تباہ کر دینے والی مجالس میں شریک ہونے کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں پایا جاتا - آپؐ نے حبشیوں کا تلواروں کا تماشہ اپنی زوجہ مطہرہؓ کو ایک پردہ کے پیچھے سے دکھایا - جو کہ مسجد میں کیا گیا تھا اور اس لیئے اس میں بداخلاقی کا کوئی شائبہ بھی نہ تھا - صرف اس ایک واقعہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ عورتوں کو ہر ایک قسم کی بداخلاقی کے نظارے بھی دیکھنے کی اجازت ہے رائی کا پہاڑ بنانا ہے

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ ایکدفعہ آپؓ اور آنحضرت صلعم نے ایک دوسرے کے ساتھ سواری کے دوڑانے میں مقابلہ کیا اور پہلی مرتبہ حضرت عائشہؓ آگے بڑھ گئیں - معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے عمداً حضرت عائشہؓ کو بڑھ جانے کا موقعہ دیا - مگر دوسری بار آنحضرت صلعم حضرت عائشہؓ سے آگے بڑھ گئے

جسپر آپؐ نے فرمایا تِلكَ بِتلك عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ یہ پہلی بار جیتنے کا بدلہ ہے۔ ایک مسلمان کو رسول کریم صلعم کے واقعات زندگی میں ایسے حالات پڑھکر جن سے آپؐ کی عورتوں کے بارے میں کمال مہربانی اور رحیمانہ سلوک کا پتہ لگتا ہے ازحد خوشی حاصل ہوتی ہے مغربی تہذیب باوجود اتنے ادعائے آزادی نسوان کے ابھی تک اُس جائز اور بے ضرر آزادی کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکی جو کہ بانی اسلامؐ نے اپنے اُسوہ حسنہ سے جائز قرار دی ہے اور نہ ہی اس قسم کے واقعات کا یسوعی صاحبان کے خداوند یسوع کی زندگی میں پتہ ملتا ہے ایسے حالات کی موجودگی میں یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں اگر یورپین عورتیں اپنے حقوق کے طلب کرنے میں اخلاق اور قانون کو بالائے طاق رکھدیں۔ چونکہ یسوع خود مجرد تھا اس لیئے اسکی زندگی میں ایک سچے یسوعی خاوند کی مثال تلاش کرنا محض لاحاصل ہے ایک یسوعی کے لیئے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اِن معاملات میں اپنی کوتاہ بین عقل پر سارا دارو مدار رکھے جو کہ زمانہ کے نشیب و فراز کے ساتھ اِدھر اُدھر بھٹکتی رہتی ہے۔ چونکہ عیسائی دُنیا کا سارا دارو مدار محض عقلی ڈھکوسلوں پر ہے اسلیئے انہیں اصلاح نسواں کے بارےمیں کبھی ایک امر پر بھی اتفاق رائے نہیں اور اسلیئے انکے خیالات ہمیشہ پلٹا کھاتے رہتے اور مصلحان یورپ ہر وقت اسی اُدھیڑ بن میں رکھتے ہیں اسکی وجہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ عیسائی دُنیا کے پاس نہ تو اپنے بانیٔ مذہب کا کوئی اُسوہ ہے اور نہ ہی انکی الہامی کتاب کا اِس بارہ میں کوئی فیصلہ موجود ہے الہامی سرچشمہ کی غیر موجودگی میں ایسے معاملات پر اتفاق ہونا ایک محال امر ہے۔ ایسے حالات کی موجودگی میں مسیحیوں پر لازم تھا کہ وہ بجائے اپنی انسانی عقلوں پر جو ہر لحظہ غلطی کرتی رہتی ہیں بھروسہ کرنیکے کسی دوسرے ملہم ربانی کے اسوہ کی طرف توجہ دیکر اس کی باتوں پر عمل کر کے ایک بچاؤ کی راہ ڈھونڈتے انہوں نے ایک ناقص نمونہ (یسوع) پر ہی سارا سہارا رکھا اور اسی لیئے گمراہی کے ایک اتھاہ گڑھے میں جا پڑے اور بجائے اصلاح کے بڑی بڑی اخلاقی بُرائیوں کے مرتکب ہوئے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ جب ایک مذہب خیالاتِ مختلفہ کا مجموعہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمانیت کے تقاضے سے ایک نیا نمونہ دنیا کے سامنے بھیجدیتا ہے جو کہ اپنے اُسوہ حسنہ سے لوگوں کو سلامتی کی سیدھی راہ دکھا دیتا ہے مگر افسوس کہ مسیحی صاحبان نے اس اُسوہ سے ابتک فائدہ حاصل نہیں کیا اور یسوع کی نامکمل اور ادھوری تعلیم کی اندھی تقلید میں بانیٔ اسلامؐ کے اسوۂ حسنہ سے محروم رہ گئے۔ آپؐ نے اپنی بیویوں کے ساتھ نیک معاشرت اور حسن سلوک کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کر کے دنیا کو جتا دیا کہ بیویوں سے حسن معاشرت کس چیز کا نام ہے آنحضرتؐ نے بطور ایک محبت کرنیوالے خاوند کے اپنی اعلیٰ معاشرت کا ثبوت دیا اور آپؐ کی ازواج مطہراتؓ نے بطور ایک حقیقی مونس و

غمخوار ہونے کے پڑ حسن سلوک کا اظہار کیا مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں جس برتن میں پانی پیتی تھی وہی برتن آنحضرتؐ کو دیدیا کرتی تھی تو آپ اسی جگہ منہ رکھکر پانی پیا کرتے تھے جہاں سے میں نے پیا ہوتا تھا اور میں ایک گوشت کی بوٹی لیکر رسول کریمؐ کو دیا کرتی تھی اور آپ اسی جگہ سے کھاتے تھے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا خواہ میں حیض کی حالت میں کیوں نہ ہوتی" ان واقعات سے پتہ لگ سکتا ہے کہ رسول کریمؐ کے اخلاق کیسے اعلیٰ تھے اور آپ کس قدر اپنی بیویوں کی دلجوئی کو مد نظر رکھا کرتے تھے۔ آپؐ نے سفر و حضر میں بیویوں کو اپنے پاس رکھا ان کے ساتھ مل کر ایک جگہ ایک ہی برتن میں کھایا پیا۔ اس قسم کے میاں بیوی کے تعلقات کا صفحہ ہستی پر بہت ہی کم نشان پایا جاتا ہے بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم اپنا سر مبارک میری گود میں رکھکر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ رسول مقبولؐ کی ہر ایک حرکت و سکون میں اللہ تعالیٰ کا نشان نظر آتا ہے اور آپ کا اپنی ازواج مطہرات سے حسن سلوک بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیئے تھا۔ ازواج مطہرات کے ساتھ ہر ایک تعلق میں آپؐ نے خدا کو یاد رکھا۔ حالانکہ انسان ایسی حالت میں خدائے تعالیٰ کا خیال بھی بہت کم رکھتا ہے آپ سے کئی اس قسم کی دعائیں منقول ہیں جو آپ نے بوقت مباشرت پڑھیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے ہر ایک انسانی جذبہ کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا اور ایام کیلیئے بھی خدا کو نہیں بھلایا:

اسی طرح حضرت میمونہؓ آپؐ کی زوجہ مطہرہ سے ایک روایت ہے کہ آپ نے ایسی حالت میں نماز پڑھی جبکہ آپؐ اور آپکی زوجہ مطہرہؓ ایک ہی کپڑے میں تھے آپ نہ صرف اپنی ازواج مطہراتؓ سے محبت ہی کرتے تھے بلکہ انکی بہت عزت فرمایا کرتے تھے ایک موقعہ پر آپؐ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کو اپنے گھٹنے کے سہارے اونٹ پر سوار کیا۔ ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم کی زندگی میں ایسے واقعات کے موجود ہوتے ہوئے اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اسنے عورتوں کی حالت کو ذلیل کر دیا ہے حالانکہ اگر ایک مسلمان اپنے پیغمبرؐ کی طرز عمل اور احکام قرآنی کی خلاف ورزی کر کے اپنی زوجہ سے بدسلوکی کرتا ہے تو اس سے اسلام یا تعلیم قرآنی پر کسی قسم کا الزام قائم نہیں ہوسکتا۔ چونکہ آنحضرتؐ کی تمام ازواج مطہرات کو آپکی عادات و اخلاق کا پورا پورا علم تھا اس لیئے وہ سب کی سب دل و جان سے آپکے پاک مقاصد کی حامی تھیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت ہے کہ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی آنحضرتؐ کی کسی

زوجہ مطہرہ پر سوائے حضرت خدیجہؓ کے جو وفات پا چکی تھیں رشک نہیں کیا۔ کیونکہ رسول کریمؐ اکثر دفعہ انکا ذکر فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی بکری ذبح فرماتے اور گوشت کے ٹکڑے کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی تمام سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔ اس لیئے بعض وقت میں رسول کریمؐ سے دریافت کیا کرتی تھی کہ کیا خدیجہؓ دنیا میں ایک لاثانی عورت تھی تو آپؐ فرمایا کرتے کہ فی الحقیقت وہ ایسی ہی تھی۔ اور نیز فراتے تھے کہ اُس سے مجھے خدائے تعالیٰ نے اولاد بھی دی نہ صرف زندگی میں بلکہ اپنی زوجہ مطہرہ کی وفات کے بعد بھی رسول کریمؐ اُس سچی محبت کا اظہار فرماتے رہے جو آپ کو اُن سے تھی اور انکی یادگار کو انکی سہیلیوں میں تحائف تقسیم کرتے رہنے سے قائم رکھا اس سے زیادہ محبت کا اظہار ناممکن ہے اور اس بات کا ثبوت کہ یہ محبت محض للہ تھی یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال کی تھی جو بڑھاپے کا زمانہ ہے جبکہ رسول کریمؐ نے آپؓ سے شادی کی لیکن رسول کریمؐ نے اپنا زمانہ شباب اسکے ساتھ بسر کیا اور کبھی دوسری بیوی کرنے کا خیال تک نہ کیا۔ آنحضرتؐ کی محبت اپنی عمر رسیدہ بیوی سے اس قدر تھی کہ آپ نے اُسے مرنے کے بعد بھی فراموش نہ کیا۔ وہ محبت جو نفسانی جذبہ پر منحصر ہوتی ہے وہ بیوی کے مرنیکے بعد ہی فوراً فراموش ہو جاتی ہے لیکن چونکہ آنحضرتؐ کی محبت محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلیئے تھی اس لیئے آپ نے اُسے کبھی فراموش نہ کیا۔

آپؐ نے اپنی ازواج مطہراتؓ سے اعلیٰ درجہ کا شریفانہ سلوک رکھا۔ احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی میں حضرت عایشہ صدیقہؓ سے ایک روایت ہے جو اس امر پر واضح روشنی ڈالتی ہے آپؓ فرماتی ہیں۔ کہ جب رسول کریمؐ دروازہ بند کر کے نوافل کی نماز پڑھا کرتے تھے تو میں دروازہ کھولنے کے لیئے دستک دیتی تھی آپؐ تھوڑی دیر کے لیئے نماز چھوڑ کر دروازہ کھول دیا کرتے تھے اور پھر نماز میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ اور دروازہ کا منہ قبلہ رو تھا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو عورتوں کا کتنا اکرام مدِنظر تھا۔ آپؐ اس بات کو گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ وہ نماز کے ختم ہونے تک دروازہ کھلنے کی انتظار میں کھڑی رہیں بلکہ نماز میں ہی دروازہ کھول دیا کرتے تھے حضرت عائشہؓ اس بات سے لاعلم تھیں کہ آیا آنحضرتؐ نماز میں مشغول ہیں اور دروازہ کھولنے میں ذرا دیری ہو جانیکی وجہ سے ممکن تھا کہ انکو کسی قسم کا اضطراب ہوتا مگر رسول کریمؐ کی شفقت اور دور اندیشی اس قسم کی تھی کہ آپ نے اپنے کسی فعل سے کسی کو اضطراب . . . میں پڑنے کا حتی الوسع موقعہ ہی نہیں دیا اور نماز کو تھوڑی دیر کے لیئے چھوڑ کر بھی دروازہ کھولدیا۔

آنحضرتؐ اپنی فرصت کا وقت اپنی ازواج مطہرات کی خدمت کرنے میں صرف فرمایا کرتے تھے اور انکو گھر کے کام کاج میں مدد دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک صحابیؓ کے سوال کے جواب میں فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرتؐ اپنی

ازواج مطہراتؓ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے (یعنی دودھ دوہنے یا پارچات کی مرمت وغیرہ میں) اور جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپؐ باہر تشریف لیجایا کرتے تھے۔ کیا اس سے زیادہ کوئی شریفانہ مثال مل سکتی ہے وہ شخص جو افضل الرسلؐ ہے اور جو ایک طاقتور قوم کا مسلم لیڈر ہے اور جس نے کروڑہا بندگان خدا کے دل مسخر کیے ہوئے ہیں اور جس کی غلامی کو دنیا کے شہنشاہ اپنی عزت کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور اس کے حکم کی فرمانبرداری میں اپنی سلطنت سے دست بردار ہونے کو تیار ہیں۔ ایسا عظیم الشان شخص اپنی بیویوں کو خانگی امورات میں اپنے ہاتھ سے مدد دیتا ہے پھر کیوں دنیا کی روحانی بادشاہت کا اُسے شہنشاہ کہا جاوے۔ باوجود اتنے دینی و دنیاوی اقتدار کے آپؐ نے اپنی زندگی عام لوگوں کی طرح نہایت سادگی سے بسر کی۔ آپؐ کی صحبت کا وہ اثر آپؐ کی ازواج مطہرات پر ہوا۔ کہ وہ ہر قسم کے زیور علم سے مزین ہو گئیں اور آنحضرتؐ کے صحابہؓ نے اُن سے آنحضرتؐ کے اقوال و افعال کا سبق سیکھا ترمذی میں ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہؓ کو کسی قسم کی کوئی مشکلات درپیش نہ تھیں۔ کیونکہ ہم ہر ایک مشکل امر حضرت عائشہؓ سے عرض کر دیتے تھے جو کہ ہر ایک امر کی واقف کار تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی تمام ازواج مطہرات علوم دینیہ سے پوری پوری واقف تھیں ؛

جبکہ ازواج مطہراتؓ کے ساتھ آپؐ کا اس قسم کا سلوک تھا تو اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپؐ کا کیا سلوک ہوتا اسکا اندازہ آپکے اس سلوک سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ اپنی دائی سے فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کی والدہ ماجدہ بچپن میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ لیکن جو سلوک آپنے اپنی دائی سے کیا وہ کوئی کم درجہ کا نہیں۔ ابو داؤد میں ابو الطفیلؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریمؐ کی صحبت مبارک میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک عورت آئی۔ تو آنحضرتؐ نے اپنی چادر بچھائی جس پر وہ بیٹھ گئی۔ جب وہ واپس چلی گئی تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس نے رسول کریمؐ کو دودھ پلایا تھا۔ جب رضاعی والدہ کی عزت آپکے دل میں اس قدر تھی تو حقیقی والدہ کا جو احترام آپکے دل میں ہوگا اس کا تو اندازہ لگانا ہی دشوار ہے۔ ذیل کی مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حقیقی محبت کا پتہ دیتی ہے جو آپ کو اپنی والدہ کے رشتہ داروں سے تھی۔ آپنے اپنے صحابہؓ کو تاکید کر دی تھی کہ جب وہ ملک مصر کو فتح کریں تو وہاں کے باشندوں سے نیک سلوک کریں کیونکہ آپکے جد حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ وہاں کی رہنے والی تھیں کیا کسی انسان کو اتنی دور کے رشتہ کے ساتھ اس قسم کے تعلقات کا خیال بھی ہو سکتا ہے مگر نہیں وہ رسول اُمیؐ جو فرماتا ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے وہ اپنے پیروؤں کو بزور تاکید کرتا ہے کہ مادری رشتہ کا جہاں تک اسکا پتہ چلے بہت احترام و اکرام کیا جاوے ؛

آپؐ کے اُس سلوک کا جو آپ اپنی بیٹیوں کے ساتھ فرمایا کرتے تھے حضرت ابن عباسؓ کی اِس روایت سے پتہ ملتا ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بیٹی عطا فرما دے اور وہ اُسے زندہ درگور نہ کرے اسکی بے عزتی نہ کرے اور لڑکوں کو اُسپر ترجیح نہ دے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ لڑکیوں کا احترام آپؐ کو کسقدر مدِنظر تھا۔ اس سے اول تو اُس بدرسم کا قلع قمع کرنا مدِنظر تھا جو اُن دنوں عرب کی اعلیٰ سوسائٹی میں رائج تھی کہ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔ اور دوسرا یہ کہ لڑکی کا پیدا ہونا ایک ذلت کا موجب سمجھا جاتا تھا۔ ایسی ظالمانہ رسومات کے چھوڑانے میں آپؐنے بڑی بڑی دعائیں کیں اور آخر کار انکو بیخ و بُن سے اکھاڑ دینے میں پورے پورے کامیاب ہوگئے اور آپؐنے لڑکے اور لڑکی کے اختلاف کو جہانتک کہ والدین کی تعلیم و تربیت اور محبت سے تعلق رکھتا تھا بالکل اڑا دیا اور لڑکیوں کی وہ اعلیٰ عزت والدین کے دلوں میں گاڑ دی جو کہ قبل ازیں وہ لڑکوں کی بھی نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ اپنی بیٹی کا گفتگو نشست و برخاست غرض ہر ایک پہلو میں بڑا ادب اور لحاظ ملحوظ فرمایا کرتے تھے۔ یہانتک کہ جب حضرت فاطمہؓ رسول کریمؐ کی خدمت مبارک میں جایا کرتیں تو رسول کریمؐ کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔ اور انکی طرف متوجہ ہوکر انکا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھایا کرتے تھے۔ اور جب رسول کریمؐ کبھی حضرت فاطمہؓ کے مکان پر جایا کرتے تو وہ بھی رسول کریمؐ کے لیئے کھڑی ہوجاتیں اور آپکا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتی تھیں اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ رسول کریمؐ کے دل میں لڑکیوں کے لیئے کتنی عزت۔ محبت اور ادب تھا اور اسی طرح آپؐ کی لڑکیوں کے دلوں میں آپؐ کے لیئے کتنا احترام تھا۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و خلفائہ و بارک وسلم انک حمید مجید

مَیں نے اس مضمون میں ناظرین کے سامنے تاریخی شہادتوں کے رو سے وہ سچے سچے واقعات و معاملات پیش کر دیئے ہیں۔ جو بانیٔ اسلام نے اپنی زندگی میں کرکے دکھا دیئے تاکہ آپؐ کے پیرو آپؐ کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرسکیں اور دنیا میں امن پھیلانیوالے ہوں اُمید ہے کہ ناظرین اس مضمون سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرینگے۔ اور بندہ کے لیئے دعا فرماوینگے ۔ والسلام

قاضی عبد الحق۔ قادیان

# ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۲ء

۱- صیغہ یتامیٰ :- حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی طرف سے یتامیٰ کے لیئے چندہ کی خاص تحریک کی وجہ سے اس ماہ میں بھی اسامیاں [illegible] کی رقم وصول ہوئی اور خرچ ما [illegible] ہوا - ماہ مارچ میں آمد [illegible] اور خرچ ما [illegible] ہو - اسوقت اس صیغہ کے ذمہ [illegible] قرضہ رہ گیا ہے جو امید ہے انشاء اللہ جلد اتر جاویگا مگر آئندہ یہ نقص تب ہی رفع ہو سکتا ہے کہ مستقل طور پر اسکے چندے میں کچھ اضافہ ہو یعنی جو احباب مقدرت رکھتے ہیں وہ کوئی ماہوار چندہ اپنے اوپر مقرر کرلیں اور بڑی بڑی انجمنیں اسکے لیئے خاص طور پر انتظام کریں - ورنہ یہ وقتی امداد صرف اسیقدر فائدہ دے گی کہ سردست اس مد کا قرضہ اُتر جائے - اس مد کا مستقل خرچ قریباً دو سو روپے ماہوار تک پُہنچا ہوا ہے - اس ماہ میں مندرجہ ذیل احباب یا جماعتوں نے خاصی رقوم مرحمت فرمائیں - (جزاہم اللہ خیراً) جماعت قادیان [illegible] میاں نظام الدین صاحب انسپکٹر پولیس میانوالی [illegible] - میاں محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب [illegible] - جماعت بنگہ ضلع جالندھر [illegible] - جماعت شملہ [illegible] - جماعت لاہور [illegible] - بابو اعجاز حسین صاحب سب اوورسیر ڈیرہ اسمٰعیل خاں [illegible] - ہمشیرہ مولوی عبد السلام صاحب کاٹھ گڈھ [illegible] - جماعت وزیرآباد [illegible] - حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] - جماعت گوجرہ [illegible] سید دلاور شاہ صاحب لاہور [illegible] - سید رکن الدین صاحب مقام کرا ضلع الہ آباد [illegible] - مستری کریم بخش صاحب بھیرہ [illegible] - بذریعہ میاں محمد حسن محصل ضلع گورداسپور [illegible] - جماعت حصار [illegible] - شیخ فقیر علی صاحب غیر احمدی ساکن سوجانپور ضلع گورداسپور نے اپنے لڑکے کی شادی کی تقریب پر جو ڈاکٹر فیض قادر ڈپٹی اسسٹنٹ ساکن فیض اللہ چک کے ہاں بیاہنے آئے تھے مبلغ [illegible] اس مد میں مرحمت فرمائے - اور دس روپے طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام و مدرسہ احمدیہ قادیان کی شیرینی کے لیئے اور پانچ روپے طلباء شاخ فیض اللہ چک کی شیرینی کے لیئے دیئے - اور وہاں کی ہر دو مسجدوں میں دریوں کا فرش کرایا - جزاہ اللہ خیراً - قادیان میں جناب خلیفہ رشید الدین صاحب کی اہلیہ خورد نے [illegible] مستورات سے جمع کرکے داخل کرائے - انہوں نے اس سے پہلے بھی جلسہ سالانہ کے لیئے مستورات سے چندہ جمع کیا تھا - دو یتامیٰ جنہیں اصل اخراجات ملتے تھے امتحان انٹرنس دیکر چلے گئے ؛

۲- زکوٰۃ :- آمد [illegible] بمقابلہ آمد ماہ گذشتہ جو [illegible] تھی اور خرچ ما [illegible] بمقابلہ خرچ ماہ گذشتہ

جو مالعہ تھا ہوا۔ گو گذشتہ ماہ سے آمد زیادہ ہوئی مگر اس صیغہ کا خرچ آمد سے ہر ماہ بڑھتا جاتا ہے۔ ان احباب کی توجہ اس طرف بکار ہے جنہیں خدا نے زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل بنایا ہے۔ آئندہ اس صیغہ کے اخراجات میں امید ہے کسیقدر کمی ہوجاوے گی کیونکہ کئی وظائف جو مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو اس مد سے دیئے جاتے تھے اب مدرسہ احمدیہ میں وظائف کی رقم کو بڑھا کر وہاں ڈالے گئے ہیں۔ قریباً [illegible] کی رقم اس ماہ مساکین مدرسہ احمدیہ کو لباس وغیرہ کے لئے دی گئی۔ احباب اگر مستعمل یا نئے پارچات مساکین کے لئے بھیجا کریں تو کام آسکتے ہیں:

۳۔ **مساکین**:۔ آمد [illegible] اور خرچ [illegible] بمقابلہ آمد [illegible] اور خرچ [illegible] ماہ گذشتہ ہوا۔ جو طلباء بیرونی کالجوں میں وظائف لیتے تھے انہیں سے ایک کا امتحان بی۔ اے دینے کی وجہ سے [illegible] ماہوار۔ اور ایک کا امتحان ایف۔ اے دینے کے باعث پانچ روپے ماہوار کا وظیفہ بند ہوا اور ایک طالب علم کے لئے [illegible] ماہوار کا وظیفہ زراعتی کالج لائل پور میں منظور ہوا۔ مد مساکین مدرسہ احمدیہ اور مساکین شاخ صنعتی کا حال بدستور ہے۔ ان مدات میں کسی قسم کی گنجائش آئندہ درخواستیں لینے کے لئے نہیں ہے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ انجمن کی مجبوریوں کو اپنی طرح ہی قیاس فرمایا کریں اور گنجائش نہ ہوتے ہوئے درخواستوں کا چلے آنا یا بعض درخواست کنندگان کا یہاں آموجود ہونا انپر یا انجمن پر بے فائدہ بوجھ بن جاتا ہے۔ انجمن کو امداد کی درخواستوں کے ساتھ پوری ہمدردی ہے مگر گنجائش نہ ہونے کی حالت میں اسی طرح مجبور ہے جس طرح کوئی فرد اپنے گھر میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہوسکتا ہے:

۴۔ **صیغہ اشاعت اسلام**:۔ آمد ۶-۸-۱۲۷۴ اور خرچ ۹-۷-۱۳۲۷ بمقابلہ آمد ۶-۵-۱۳۴۵ اور خرچ ۶-۸-۸۱۵ ماہ گذشتہ ہوا۔ ایک ہزار کتاب ٹیچنگز آف اسلام کی اجرت جلد بندی ادا کرنے کی وجہ سے اس ماہ قریباً پانچسو روپیہ گذشتہ ماہ سے زائد خرچ ہوا۔ خریداران ریویو انگریزی میں ۷ کی بیشی اور اردو میں ۶۹ کی بیشی اور تفسیر میں ۱۲ کی کمی واقع ہوئی۔ خریداران تفسیر میں کمی کی وجہ اسکے وقت پر شائع ہونے کے لئے مضمون کا نہ ملنا ہے ذیل کی انجمنوں نے نئے خریدار دیئے جماعت لاہور ۲۵ جماعت پشاور مردان ۹ جماعت قادیان معرفت دفتر سکرٹری۔ جماعت بمبئی ۳۔ جماعت مونگھیر ۴۔ فیروزپور۔ اٹاوہ اور پٹیالہ دو دو۔ اور جماعت ڈیرہ غازیخان ایک حافظ ابوالبرکات صاحب نے تین نئے خریدار دیئے:

سکرٹری جماعت لاہور نے گذشتہ ماہ بھی ۲۹ خریدار دیئے تھے۔ جزاہم اللہ خیرا۔ جماعت سیالکوٹ کے سکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں کے تمام ممبروں کو خریداری ریویو میں شامل کرنے کا ہمارا ارادہ ہے چنانچہ عنقریب فہرست بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے اطلاع دیتے ہیں۔ حکیم صاحب کو ریویو کی اشاعت کے لیئے خاص جوش و اخلاص ہے۔ اگر دیگر احباب بھی ایسے ہی ہمت کریں تو بہت جلد ریویو کی اشاعت ... حضرت مسیح موعودؑ کے منشا کے مطابق دس ہزار ہو سکتی ہے۔ اس ماہ ملک غلام محمد صاحب ساکن لاہور نے ۵۹؍۶ کی رقم مد اعانت ریویو میں مرحمت فرمائی جزاہ اللہ خیرا ؁

**۵۔ صیغہ مدرسہ احمدیہ:۔** آمد ۹-۱۱-۲۴۸ اور خرچ ۰-۱۴-۲۷۴ بمقابلہ آمد ۰-۱۴-۳۱۵ اور خرچ ۹-۰-۲۷۰ ماہ گذشتہ ہوا۔ اس ماہ کی آمد کے علاوہ دو ہزار روپیہ ایسا ہے جو صیغہ مقبرہ بہشتی سے اس وجہ سے کہ یہ صیغہ مقروض ہوتا جاتا تھا بطور امداد مدرسہ احمدیہ میں منتقل کیا گیا ہے اصل آمد میں ۰-۶-۵۷ فیس بورڈنگ ہوس کا اور ۹-۵-۱۹۱ چندہ کا شامل ہے خرچ میں ۰-۱۲-۲۱۷ عملہ و متفرق اخراجات مدرسہ احمدیہ اور ۰-۲-۵۷ عملہ بورڈنگ و متفرق اخراجات بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کا ہے۔
۳۰ اپریل کو تعداد طلباء مدرسہ ۸۶ ........ پڑھائی باقاعدہ شروع ہوگئی ہے۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب بمعیت چند علماء مختلف مدارس عربی ہندوستان کو دیکھنے کے لیئے ابتدائے اپریل تشریف لے گئے تھے۔ اخیر اپریل میں واپس ہوئے ؁

**۶۔ صیغہ تعلیم:۔** آمد حسب تفصیل ذیل ۳-۵-۱۲۴۹ ہوئی چندہ ۶-۸-۷۰۴ سرکاری امداد ۶-۶-۲۰۸ فیس مدرسہ ۰-۲-۴۰۸ فیس بورڈنگ ۰-۴-۱۶۲ اور خرچ ۳-۵-۸۵۳ حسب تفصیل ذیل ہوا۔ ہائی سکول [illegible] بورڈنگ ہائی سکول ۹-۴-۱۷۰ گرلز سکول ۸؍ شاخ فیض اللہ چک ۴؍ شاخ تلونڈی ۴؍ وظائف ۰-۷-۱۰ ؁ قاضی عبداللہ صاحب جو دو سال کی رخصت حاصل کر کے علیگڈھ گئے تھے۔ امتحان بی۔ اے سے فارغ ہو کر واپس آکر سکول میں حاضر ہوگئے ہیں ؁ انیس طلباء اس ماہ امتحان انٹرنس دے کر چلے گئے ہیں ؁ ........ تعداد طلباء حسب ذیل ہے۔ شاخہائے ۱۱۰ گرلز سکول ۲۵ ہائی سکول ۲۸۹ انہیں سے ۱۵۹ بورڈر ہیں۔ سال رواں کے لیئے دو سو چھتیس روپے ماہوار کی امداد تعلیم الاسلام

اور اس کی شاخوں کے لیئے گورنمنٹ نے منظور فرمائی ہے۔ جس کے لیئے ہم سلسلہ احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں امداد کی رقم کی تعیین دو امور کی بنا پر کیجاتی ہے۔ اول تعداد طلبار پر دوم تعلیمی حالات پر اس سال تعلیمی حالت بہت عمدہ تھی۔ لیکن تعداد طلبار کی کمی کی وجہ سے جو امداد تعلیمی حالت کے اچھا ہونے کی وجہ سے شمار میں آئی اس میں سے تین سو روپیہ کچھ زائد کی رقم صرف اس لیئے کاٹ دی گئی۔ کہ تعداد طلبار کم ہے تعداد طلبار میں ترقی احباب کی کوشش پر منحصر ہے اگر جس طرح سال گذشتہ میں توجہ کی گئی تھی اس سال بھی احباب اپنے بچوں کو یہاں بھیجنے کی کوشش کرتے تو غالباً آیندہ سال یہ کمی وقوع میں نہ آتی مگر ابھی تک سالانہ امتحان کے بعد تعداد میں جو کمی ہونی لازمی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی۔ پڑھائی باقاعدہ شروع ہوگئی ہے جن احباب نے اپنے بچے بھیجنے ہوں وہ جلد بھیجدیں کیونکہ دیر سے آنے پر انکی تعلیم میں حرج ہوتا ہے۔

۷۔ **صیغہ مقبرہ بہشتی** ۱- آمد ۰-۳-۱۵۴۳ حسب ذیل ہوئی ماہوار آمد کا حصہ منجانب موصیان ۶-۱۵-۱۹۲- آمد وصایا ۴-۵-۱۳۰۵- متفرق ۱-۱۵-۴۴ اور خرچ ۷-۶-۹-۱۷ حسب ذیل ہوا مبلغین ۰-۴-۹۵ الاؤنس ہبہ کنندگان ۰-۰-۴۵ متفرق عملہ سائر خرچ وغیرہ ۶-۲-۳۹

اس ماہ میں حکیم غلام محی الدین صاحب ساکن روتی علاقہ ریاست بہاولپور نے دو سو ایک روپیہ منشی نور محمد صاحب نے گلگت سے ایک سو روپیہ حکیم فضل الٰہی صاحب مرحوم لاہوری کی جائداد متروکہ سے ۰-۶-۱۲۱۸ حصہ وصیت میں وصول ہوئے یعنی ایک ہزار قیمت حصہ مکان اور ۰-۶-۲۱۸ خرچہ مقدمہ جسکے ذریعہ سے بسبب انکار ورثار کی ڈگری لینی پڑی۔ چار کس مقبرہ میں دفن ہوئے انمیں سے تین دو سال ہوئے دوسری جگہ امانتاً دفن تھے اور اب یہاں لائے گئے۔

۸۔ **صیغہ جائداد**:- آمد ۶-۹-۲۰۲ اور خرچ [illegible] بمقابلہ [illegible] اور خرچ [illegible] ماہ گذشتہ ہوا۔ بورڈنگ ہوس کی بالائی منزل کا کام بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے امید ہے مئی کے آخر تک پورا ہو جاوے گا عمارت مدرسہ کا کام شروع ہوگیا ہے۔ بنیادیں کھود دی گئی ہیں دیگر مصالح وغیرہ جمع ہو رہا ہے اور بھٹہ میں اینٹ کا کام شروع کرا دیا گیا ہے اب صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ احباب فراخ حوصلگی سے اس عمارت کی تکمیل اور گورنمنٹ سے منظور شدہ تیس ہزار روپیہ وصول کرنے کے لیئے یکمشت یا باقساط روپیہ دیں۔ اس کے متعلق مفصل تحریک کی گئی ہے۔ جو

جابجا احباب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔ احباب خود پڑھکر اور دوسروں میں اس کی اشاعت کر کے اُس کے اخیر جو نقشہ ہے اس نمونہ کے مطابق نقشہ میں احباب سے وعدہ لے کر جلد مطلع فرما دیں۔ اور وعدے لینے کے ساتھ ہی وصولی اقساط کا کام شروع کر دیں سر دست جن احباب کی طرف سے اس اشتہار کے جواب میں اطلاع آئی ہے انکے نام مع رقم ذیل میں درج کیے جاتے ہیں اور آیندہ انشاء اللہ درج ہوتے رہیں گے ؛ جماعت لاہور آٹھ ہزار روپیہ۔ ڈاکٹر محمد شریف صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہپور۔ پانچ سو روپیہ۔ بابو احمد دین صاحب سٹیشن ماسٹر پکھووال ضلع شاہپور چالیس روپے۔ جماعت راولپنڈی آٹھ سو روپیہ۔ یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ لاہور کے مخلص احباب نے جس طرح فراخدلی سے وعدے کیے تھے اسی طرح مستعدی سے انکا ایفاء بھی کر رہے ہیں چنانچہ پہلی قسط جو یکم مئی کو وصول ہونی چاہیئے تھی اس میں قریباً پندرہ سو روپیہ وصول ہو گیا ہے۔ یعنی جس حساب سے اقساط کی درخواست تھی اس سے بھی زیادہ روپیہ ہمارے احباب نے دیا ہے علاوہ اُن چار ایک ایک ہزار کی رقوم کے جو ہمارے چار معزز احباب یعنی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو مجلس معتمدین کے ممبر ہیں عطا فرمائی ہیں سات سو روپیہ ملک غلام محمد صاحب نے اور تین سو روپیہ میاں چراغ الدین صاحب۔ میاں محمد امین صاحب دو سو روپیہ۔ بابو عبد الحمید صاحب ایکسو تیس۔ بابو محمد منظور الٰہی صاحب یکصد۔ خواجہ شمس الدین صاحب یکصد۔ میاں نبی بخش صاحب یکصد میاں معراج الدین صاحب عمر نے یکصد روپیہ مرحمت فرمایا؛ امید ہے ہر جگہ احباب اور انجمنیں اس فراخ حوصلگی سے جس سے ہمارے لاہور کے مخلص احباب نے کام لیا ہے ایک ایک ماہ کی پوری آمد یا حسب توفیق اس سے بھی زیادہ رقوم دیکر اس دینی خدمت کی ادائگی میں پورا جوش دکھلا دیں گے۔

**۹- صیغہ بیت المال** :- آمد ا[illegible] اور خرچ ا[illegible] بمقابلہ آمد ا[illegible] اور خرچ ا[illegible] ماہ گذشتہ ہوا۔ لنگر میں علاوہ آنیوالے مہمانوں کے مندرجہ ذیل لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ مساکین مہاجرین ۳۸۔ نومسلم ۱۷۔ مستقل مہمان ۴۲ جو مدت سے بغرض حصول تعلیم مقیم ہیں۔ اور دیر تک رہنے کا ارادہ ہے۔ مساکین ۴۱۔ ملازمین لنگر ۱۲

خشک رسد لینے والے ۴۷ ٭ میر محمد سعید صاحب مدرس حیدر آباد دکن نے مبلغ یکصد روپے کی رقم لنگر میں عطا فرمائی ٭

۱۰- **صیغہ متفرقات** - شفاخانہ - آمد شفاخانہ ۹-۱۲-۱۲۸ اور خرچ ۱۲-۲-۱۲۸ بمقابلہ آمد ۱۵-۴ اور خرچ ۳-۱۲-۹۶ ماہ گذشتہ ہو۔ افسر شفاخانہ خلیفہ رشید الدین صاحب ہیں جو اخلاص و بڑی دلچسپی سے کام کرتے ہیں۔ ۹۶۳ مریض اس ماہ علاج کے لیئے آئے۔ ۱۰ تیز اپریشن یہ ہوئے۔ آجکل صدر انجمن کے ماتحت دو جگہ شفاخانہ میں کام ہو رہا ہے ایک بورڈنگ ہائی سکول دار العلوم میں دوسرا اندرون قصبہ٭

**دفتر محاسب** - صدر انجمن احمدیہ قادیان کے کل صیغہ جات کی آمد ماہ اپریل ۳-۶-۸۰۳ ۷ اور کل خرچ ۶-۰-۷۶۹۹ ہوا۔ اور ۳۰- اپریل کو خزانہ میں ۷-۹-۷۹۰۶ نقد موجود تھا ٭

**دفتر سکرٹری** - اس تحریک پر کہ زمیندار احباب بجائے نقد چندہ کے ہر فصل کے موقع پر گذشتہ سال خاصی رقوم بعض علاقوں سے پہنچ گئی تھیں اس سلسلہ میں خصوصاً چودھری حاکم علی صاحب شکریہ کے قابل ہیں۔ جن کی سعی سے گذشتہ سال بہت بڑی رقم علاقہ شاہ پور سے پہنچی تھی اس سال بھی امید ہے کہ وہ پہلے سے زیادہ کوشش کر کے مشکور فرمادیں گے٭ اب فصل ربیع کا موقع ہے جبکہ تھوڑی سی ہمت کرنے پر بڑا ثواب مل سکتا ہے اور بڑی بڑی رقوم زمیندار احباب سے مل سکتی ہیں کیونکہ یہ دو پیسے فی روپیہ والی تجویز سے کم مفید تجویز نہ ہوگی۔ اور قطرہ قطرہ بہم شود دریا کا مصداق ہو کر دکھا دیگی۔ غلہ نکلنے کے وقت یا پیداوار گھر میں آتے وقت اس میں سے صرف چالیسواں حصہ نکالدینا کچھ مشکل امر نہیں۔ چالیس سیر میں سے ایک سیر یا چالیس من میں سے ایک من خدا کی راہ میں دے دینا انکے دین و دنیا کے لیئے برکات کا موجب ہوگا اور وہ یاد رکھیں کہ اس سے انکے مال میں کمی نہیں ہوگی بلکہ اگر وہ خالصاً لوجہ اللہ اس حصہ کو اپنے اوپر فرض کرلیں تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ انکی پیداوار بہت بڑھا دے اور چاہے تو اس چالیسویں حصہ کی بجائے انہیں دگنا بلکہ دس گنا دیدے۔ انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہارا۔ زمیندار کی آمد محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہی ہے پس اسکی راہ میں دیکر اسکے فضل کو پوری طاقت سے کھینچو زمیندار تو اپنا دانہ زمین میں گلنے کے لیئے پھینک آتا ہے پھر خدا کا فضل ہی ہے جو اُسے اُگاتا ہے بڑھاتا ہے۔ اس میں پھل لگاتا ہے اور پھر اسکو آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

٭ مبلغ ماہ ۱۳۵ روپیہ اس سلسلہ میں چودھری صاحب داخل کر چکے ہیں۔ منہ

فرماتا ہے۔ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝

یعنی کیا جو کچھ تم بوتے ہو اسے دیکھتے ہو کیا تم اُسے اگاتے ہو اور کھیتی بناتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔ ہاں ہم چاہیں تو اسکو ریزہ ریزہ کردیں پھر تم اسوقت کیا کرسکتے ہو سوائے اس کے کہدو کہ ہائے ہم پر تو یونہی چٹی پڑی بلکہ ہم محروم رہ گئے" اسی لیئے زمیندار کی معیشت متوکلانہ ہوتی ہے۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ ہمارے زمیندار احباب اس تجویز کو عمل میں لاکر دنیا کی دوسری قوموں کو ایک نمونہ دکھائیں گے کہ انکا پاک مرشد مسیح آخر زمان انہیں دین کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کی کیسی روح پھونک گیا ہے۔ ہاں سب طاقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہے کہ وہ ہمارے احباب کو اپنے فضل سے ہی یہ توفیق بھی دے۔ آمین۔ اسکے متعلق احباب کی خدمت میں علیحدہ چٹھیاں بھی بھیجی گئی ہیں۔ امید ہے کہ پوری توجہ کی جاویگی ❊ انجمنوں کا حساب پڑتال کرنا ضروری ہے چونکہ ہر جگہ جاکر پڑتال کرنے کے لیئے ایک تو وقت بھی نہیں ملتا دوم خرچ کا بوجھ ہوگا۔ اس لیئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ رجسٹر یہاں منگا کر دیکھے جاویں۔ جو سات یوم سے زائد نہ رکھے جاویں گے لہٰذا جس انجمن سے کتب حساب منگائی جاویں وہ اس غرض کے لیئے جلد بھیجکر مشکور فرمایا کریں۔ سالانہ رپورٹ سہولت سے تیار کرنیکے لیئے یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ ہر ششماہی پر انجمنوں و دفتر محاسب کا حساب ملالیا جایا کرے اس غرض کے لیئے جن انجمنوں سے ۶ ماہ گذشتہ کا حساب طلب کیا گیا ہے۔ وہ جلد رپورٹ تیار کرکے بھیجدیں ❊ یہ معلوم کرنے کے لیئے کہ مستقل چندہ ماہوار کی میزان کسقدر ہے جو بموجب ارشاد حضرت اقدس مرحوم مغفور مسیح موعود و حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام ہر احمدی کو لازمی طور پر باقاعدہ ادا کرنا چاہیئے اور جو لنگرخانہ۔ مدرسہ احمدیہ۔ ہائی سکول اور اشاعت اسلام کے لیئے ہوتا ہے۔ اور اس غرض کے لیئے بھی تا وصولی کا کوئی باقاعدہ انتظام ہو سکے رسید کی مطبوعہ فارم عام طور پر شائع کی گئی ہے۔ اسجگہ پھر تاکیداً لکھا جاتا ہے کہ جن کے پاس یہ فارم پہنچی ہو وہ بھی جن کے پاس نہ پہنچی ہو وہ بھی اس نقشہ پر اپنا اور اپنے شہر کے تمام احمدی احباب کا چندہ جو وہ بخوشی ماہوار باقاعدہ دینا چاہیں قلمبند کرکے بھیجدیں۔ اور اسکی نقل پاس رکھکر باقاعدہ انسے وصول کرکے بھیجوا تے

رہیں۔ نمونہ نقشہ حسب ذیل ہے ؛

فہرست چندہ ماہوار منجانب ممبران انجمن احمدیہ ضلع

| | نام مع پورا پتہ | تنخواہ یا آمد ماہوار | [illegible] | کیفیت ؛ یہ چندہ ٦ پائی فی روپیہ کے حساب سے لکھا جاوے |
|---|---|---|---|---|
| | | | | اور اس میں کوئی غیر مستقل چندہ جیسے یتامیٰ۔ زکوٰۃ۔ عید فنڈ مستقل فنڈ۔ جلسہ سالانہ چندہ تعمیر وغیرہ شامل نہیں ہے۔ زمینداروں سے جو نقد چندہ نہ دے سکتے ہوں غلہ کا اقرار لیا جاوے ؛ |

جن انجمنوں نے گذشتہ سال ایک پیسہ تک چندہ نہیں بھیجا۔ یا تعداد ممبران کے لحاظ سے کم بھیجا ہے انکے نام چٹھیاں لکھی گئی ہیں وہ مہربانی فرماکر توجہ کرکے اس نقص کو رفع کریں۔ انجمن احمدیہ پشاور نے ایک اور کتاب البشریٰ نام جسے منشی نذر علی صاحب نے تصنیف کیا ہے۔ شائع کی ہے ؛

**۱۱۔ صیغہ مستقل فنڈ** :۔ اس صیغہ میں اسوقت تک [illegible] جمع ہوچکا ہے جن دوستوں نے مستقل فنڈ میں وعدے کیئے تھے اور وہ باقی ہیں مہربانی فرماکر ادا کرکے مشکور فرماویں ؛

**۱۲۔ صیغہ بورڈران** :۔ آمد [illegible] اور خرچ [illegible] ہے۔ اس صیغہ کے آمد و خرچ سے صدر انجمن کی آمد و خرچ کو دراصل کوئی تعلق نہیں کیونکہ بورڈروں کے لیئے انکے سرپرستوں کی طرف سے روپیہ آتا ہے۔ جو خزانہ میں امانتاً جمع رہتا ہے۔ اور باقاعدہ خرچ ہوتا رہتا ہے۔ جن احباب کے بچے یہاں تعلیم پاتے ہیں انکی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان کا خرچ بورڈنگ کے مطالبہ پر بہت جلد بھیجدیا کریں۔ تا انجمن پر بوجھ نہ پڑے ؛

محمد علی

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان